U360

Title – HIDAYATUL AFAAQ MASAIL BA ALNIKAH WAL TALAAQ.

Creator – Mohd. Shafi Ibne Aalijanab Haji Mohd. Saeed
Mohd. Rehmat Ali

Publisher – Matba Majeedi Waqeya (Kanpur).

Date – 1922.

Pages – 80.

Subjects –

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمائش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵

ہدایۃ الآفاق

فی مسائل

النکاح والطلاق

باہتمام نیازمند محمد شفیع ابن عالیجناب حاجی محمد سعید

در مطبع مجیدی واقع کانپور مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَمَرَنَا بِالنِّکَاحِ فَقَالَ جَلَّ جَلَالُہٗ فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ وَاَبَاحَ لَنَا الطَّلَاقَ فَقَالَ عَمَّ نَوَالُہٗ فَطَلِّقُوْھُنَّ بَعْدَ نُھُنَّ الاٰیۃ لِدَفْعِ الْفِتْنَۃِ وَالْبَلَآءِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی اٰلِہِ الْبَرَرَۃِ الْاَتْقِیَآءِ وَعَلٰی اَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ الرُّحَمَآءِ وَعَلَی الْاَئِمَّۃِ الْمُجْتَھِدِیْنَ وَالْاَوْلِیَآءِ وَسَائِرِ الْعُلَمَآءِ وَالْفُقَھَآءِ اِلٰی یَوْمِ الْجَزَآءِ اما بعد بندۂ عاجز و گنہگار محمد رحمت علی ولد سید نادر علی غفر لہما اللہ الولی ساکن پوہن ضلع فتحپور مقیم حال قصبۂ مسوہ شریف حسب فرمایش عزیزی قاضی سید امداد علی ولد قاضی سید قاسم علی متوطن قصبۂ اوکاسی ضلع باندہ مسائل نکاح و طلاق و ما یتعلق بہا کتب معتبرہ مانند شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ سے مستنبط کرکے بطریق ابواب و فصول بیان کرتا ہے اور اسکا نام ہدایۃ الآفاق فی احکام النکاح والطلاق رکھکر اشہب قلم کو صفحۂ کافوری پر جولانی دیتا ہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

باب پہلا نکاح کے بیان میں اور اسمین بارہ[12] فصلین ہین فصل پہلی نکاح کے شرائط

باب پہلا اور فصل پہلی طریقہ وشرائط وکلمات طیبات وخطبہ نکاح کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ نکاح ایک عقد ہے بنایا گیا واسطے حلال ہونے اس نفع کے کہ جو مرد کو عورت سے حاصل ہوتا ہے اور نکاح منعقد ہوتا ہے ایجاب وقبول سے کہ دونون ماضی کے صیغے سے ہون جیسے نکاح کردیا مین نے نکاح کیا مین نے یا ایک ماضی کے صیغے سے اور دوسرا مستقبل یعنی امر کے صیغے سے جیسے نکاح کردے تو میرا دوسرے نے کہا نکاح کردیا مین نے اور نکاح درست ہوجاتا ساتھ لفظ نکاح اور تزویج اور ہبہ اور تملیک اور صدقہ اور بیع اور شرا کے پس نکاح اور تزویج کی صورت اوپر بیان ہوچکی اور ہبہ مین اس طرح پر کہین کہ ہبہ کیا مین نے تجھکو اور تملیک مین مالک کیا مین نے تجھکو اور صدقے مین صدقہ کیا مین نے اپنے تئین تجھپر اور بیع اور شرا مین بیچا مین نے یا خریدا مین نے تجھکو خواہ یہ الفاظ جورو کی طرف سے ہون یا خاوند کی طرف سے یا دونو کی طرف سے اور

نکاح ساتھ لفظ اجارہ و اعارہ و وصیت کے درست نہین ہے جیساکہ کسی نے کہا کہ اجارہ دیا
مین نے تجکو یا عاریت دیا مین نے تجکو اور اسی طرح وصیت مین بھی پس حاصل یہ ہے کہ جو الفاظ
اُسی وقت اشیا کے مالک کر دینے کے لیے بنائے گئے ہین مثل بیع و ہبہ وغیرہ کے اُنسے درست
ہوگا اور اجارہ و وصیت سے درست نہوگا کسواسطے کہ اجارہ واسطے مالک کر دینے کے نہین بنا
بلکہ نفع کے مالک کر دینے کے لیے ہے اور وصیت اُسی وقت چیز کی ملکیت کے لیے نہین ہے بلکہ
بعد موت کے مالک کر دینے کو بنی ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک امام شافعیؒ کے نکاح جائز
نہین ہوتا مگر ساتھ لفظ نکاح اور تزویج کے قاضیخان مین ہے کہ اگر کوئی مرد غیر سے زبان فارسی
اسطرح پر کہے کہ دختر خویش را مرا دادی پس کہا اُسنے کہ دادم یا مرد نے واسطے عورت کے کہا کہ
مرا باش یا مرا باشدی اور عورت نے کہا کہ باشدم تو نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر پذیرفتم کہے گی تو جائز
ہوجاویگا انتہی نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے نکاح مین شہادت شرط ہے اور نزدیک امام شافعی اور
امام مالکؒ کے اعلان شرط ہے شہادت شرط نہین اور نکاح جائز ہونیکی شرط یہ ہے کہ ہر ایک
دوسرے کے کلام کو سُنے اور دوم دو آزاد یا ایک مرد اور دو عورتین آزاد وقت نکاح کے شاہد ہوین
اور بالغ و عاقل مسلمان ہووین اگرچہ فاسق ہون یا اُنپر حد قذف پڑی ہووے یعنی کسی مسلمان کو
تہمت زنا کی لگائی ہووے اور وہ شروط معتبرہ سے ثابت نہو یا وہ اندھے ہووین یا وہ دونون
عاقدین کے بیٹے ہووین یا فقط خاوند کے یا فقط جورو کے تو نکاح صحیح ہوجاویگا اسواسطے کہ شہادت نابالغ
اور مجنون اور کافر کی معتبر و مقبول نہین اور فاسق کی مقبول ہے لیکن نزدیک امام شافعیؒ کے شہادت
فاسق سے نکاح جائز نہوگا جیساکہ حدیث مین ہے کہ نہین ہے نکاح بغیر ولی اور دو گواہ عادل کے اور
اگر ان گواہون نے ساتھ ہی عاقدین کے الفاظ نکاح سُنے ہون تو بہتر اور اگر ہر ایک نے متفرق سنا ہے
اس طرح پر کہ پہلے ایک کے سامنے دونون نے الفاظ نکاح کے ادا کیے اور وہ چلا گیا اور پھر دوسرے
کے سامنے ادا کیے تو نکاح جائز نہوگا اسواسطے کہ جس عقد کو جائز فرض کرین تو آئین فساد لازم آتا ہے
کیونکہ گواہی ایک کی مقبول نہین ہے اور اگر نکاح کرے مسلمان کسی ذمیہ عورت سے اور دو

ذمیونکو گواہ کرے تو نکاح صحیح ہو جاویگا لیکن اگر مسلمان انکار کرے نکاح کا تو ان ذمیونکی گواہی
سے نکاح ثابت نہوگا اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر مقبول نہیں ہی اور اگر مسلمان دعوی کرے
نکاح کا تو گواہی انکی مقبول ہو جاویگی اسواسطے کہ گواہی ذمی کی داسطے نفع مسلمان کے مقبول ہی
اور نیز اسواسطے کہ اس صورت مین گواہی ذمی کی اوپر ذمیہ کے جائز ہو جاویگی اور یہ مقبول ہی
اور کسی نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری لڑکی نابالغہ کو کسی کے ساتھ نکاح کردے سو اُسنے نکاح کردیا ایک
شخص کے سامنے پس اگر باپ اُسکا حاضر ہی تو نکاح ہو جاویگا اسواسطے کہ باپ اُسکا عاقد رہیگا
اور وکیل اور دوسرا شخص دونون ملکے گواہ ہو جاوینگے اور اگر باپ حاضر نہیں ہی تو جائز نہوگا اسواسطے
کہ اس صورت مین فقط وہ ایک ہی شخص گواہ رہیگا اور ایک شخص کی گواہی سے نکاح جائز نہین
اسیطرح اگر باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح کرے ایک شخص کے سامنے اگر وہ لڑکی حاضر ہی تو نکاح ہو جاویگا
اسواسطے کہ ایسی صورت مین وہ بالغہ عاقلہ ہو جاویگی اور باپ اور وہ شخص دونون ملکے گواہ ہو جاوینگے
لیکن نزدیک امام شافعی رح کے یہ نکاح درست نہوگا اسوجہ سے کہ اُنکے نزدیک بالغہ کا بھی نکاح بغیر ولی
کے جائز نہین اور اگر وہ لڑکی حاضر نہین ہی تو نکاح جائز نہوگا اسواسطے کہ باپ عاقد ہو جاویگا اور
وہ ایک شخص گواہ رہیگا اور گواہی ایک آدمی کی جائز نہین فی الجملہ بغیر گواہون کے نکاح صحیح نہین ہے
جیسا کہ حدیث شریف مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِالشُّہُوْدِ
فرمایا حضرت نے کہ نہین ہی نکاح مگر ساتھ گواہون کے اور بغیر گواہون کے سراسر زنا ہی جیسا کہ
مین ہے کہ زانیہ وہ عورتین ہین جو نکاح کرلیتی ہین اپنا بغیر گواہون کے جیسا کہ شرح وقایہ اور
ہے الحاصل اگر نکاح اصالۃً ہو تو عاقدین بحضور گواہان آپسمین الفاظ ایجاب و قبول کہہ لیوین
ہو تو وکیل خود بعد ملنے مراتب مہر لڑکی بالغہ سے اجازت عقد لیکر سامنے گواہونکے ساتھ لڑکے بالغ کے
نکاح پڑھادیوے اور اگر لڑکی زبان سے کہدیوے تو بہتر ورنہ سکوت اُسکا رضا و تسلیم پر محمول کیا جاویگا

[illegible]

اسواسطے کہ باعث حجاب وشرم کے اکثر لڑکیان زبان سے کچھ نہیں کہتی ہین اور اگر ولایۃً ہو تو دلی
طرفین کے بالمشافہہ باہم ایجاب وقبول سامنے گواہون کے کریوین نکاح ہو جاویگا پس طریقہ نکاح
پڑھانیکا یہ ہی کہ قاضی پہلے کلمے اور استغفار پڑھاکر خطبہ سناوے بعدہ الفاظ ایجاب وقبول بآواز بلند
باین طور کہلاوے کہ فلانے کی لڑکی کو یا فلان مسماۃ کو کہ جس نام سے وہ مشہور ہو بعوض اسقدر مہر کے
تمنے اپنی زوجیت مین قبول کیا وہ یہ کہے کہ قبول کیا مین نے اور جوڑا ایکبار کہین تاکہ گواہ اسکے قول کو
سُنین اور اگر عاقدین زبان عربی سمجھتے ہون تو عربی مین کہلادیوے اسواسطے کہ مستحب ہے اب
اس زمانے مین اکثر رواج یہ ہے کہ چُپکے سے ایجاب وقبول کرادیتے ہین یہ اچھا نہین ہے لیکن
گواہ جانتے ہین کہ ایجاب وقبول چُپکے سے کرادیا ہی لہذا نکاح ہوجاتا ہی فی الجملہ بعد نکاح کے طبقات
چھوہارے وبادام وشکر کے تقسیم کیے جاوین کسواسطے کہ مسنون ہے اور عاقدین کے لیے سب حاضرین
مجلس دعائے خیر کرین اور بعد زفاف وخلوت صحیحہ کے دعوت ولیمہ سنت ہے اسکی بڑی تاکید ہے اور
یہ دعوت بعد ایک روز یا دو روز کے سنت ہے اور زیادہ سنت نہین اور اس دعوت مین امیرون
اور فقیرونکو برابر سمجھے ورنہ بُرا ہی بلکہ کراہت اسمین سرایت کرجاتی ہی جیسا کہ حدیث صحیح مین ہے
شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لہا الاغنیاء ویترک الفقراء ومن ترک الدعوۃ
عصی اللہ ورسولہ اور یہ جو لکھا ہے کہ دعوت ولیمہ بعد دو روز سے زیادہ سنت نہین پس یہان سے
معلوم ہوا کہ جو اور دعوتین قبل نکاح کے کرتے ہین خواہ بعد اسکے بطریق ولی سنت نہونگی اسواسطے
کہ ولیمہ سے خارج ہین کہ دو روز سے زیادہ ہوگئین ہان اگر باہر سے لوگ آجاوین براتی ہون خواہ
اور لوگ تو مہمان سمجھکر دعوت انکی کرین نہ اُس شہر والونکی اور موافق مقدور کے جہیز دیوے اور
جہیز مسنون کہ جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا
کو عطا فرمایا یہ اشیا ہین ایک پلنگ دو نہالی کتان کی دو چادر بردکی ایک تکیہ دو بازو بند

چاندی کے ایک مشک پانی بھرنیکی دو گھڑے مٹی کے ایک چکی پتھر کی اور اسی قسم کے سامان خانہ داری کے اور یہی طریق مسنون نکاح مین ہے اور باقی سب زوائد و فضول ہین بلکہ بعض بعض رسمین حرام و غیر مشروع جیسے ناچ و سارنگی و ڈھولک و طبلہ و مجیرہ و مزامیر و ملاہی و جھانجھ و شہنائی و قرنا وغیرہ پس اگر محض دف ہے تو مباح ہی ورنہ حرام اور طبل غازی و نقارہ کلان و تاشہ و مرفہ بھی بعض علماء کے نزدیک بشرطیکہ جھانجھ وغیرہ نہو تو مباح ہے مگر بمقتضائے مصلحت وقت ایسے مباحات کو چھوڑ دین تو خوب ہے اور آتشبازی اور آرایش اور اسراف اس قسم کے سب ممنوع ہین بموجب حکم آیۂ کریمہ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۔ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ اور مقنع اور گنگنا و سہرا وغیرہ یہ سب رسمین ہنود کی ہین انکو ہرگز نہ کرین ہان منجملہ رسوم مذکورہ کے اگر بری جیسا کہ اس زمانہ مین مروج ہی نہ نکالین اور بطور تحفہ کے پارچہ و جوڑہ وغیرہ بلا التزام روز معین کے دولھن کے گھر بھیجدیوین تو بہتر ہے بلکہ سنت ہے اور اسی طرح گہنے و نقد وغیرہ بھی بلا وجوب و تعین روز کے گو سنت نہین نوشہ کے گھر بھیجدیوین تو جائز ہے اور نوشہ کو کپڑے ریشمین پہننا حرام اور کسمی و زعفرانی مکروہ تحریمی اور ریاپوش کا مدار مین خلاف علما ہے جائز و ناجائز دونون لکھا ہے لیکن مخملی مین اتفاق ہے اور عورت کو یہ سب جائز بہر کیف وہ امور جو رسوم ہنود سے ہین جیسے مقنع وغیرہ ایسی رسوم سے قطعاً پرہیز کرین ورنہ تشبہ حرام مین گرفتار ہوجاوین گے جیسا کہ حدیث صحیح مین ہی مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ پس اس مشابہت مین خوف کفر کا ہی اور گناہ کبیرہ تو موجود ہی ہی اور بعضے فتاوی مین لکھا ہوا ہے کہ جو نکاح کہ مجلس ملاہی و مزامیر مین ہو تمامی حاضرین اسکے سب مع ولی کہ وہ گانے والی کو اجرت دیتا ہی فاسق ہوجاتے ہین اور درصورت فسق قابل ولایت و شہادت کے باقی نہین رہتے نزدیک شافعیؒ و مالکؒ و حنبلؒ کے اور جبکہ یہ لوگ لائق ولایت و شہادت کے نہ رہے تو نکاح کیونکر جائز ہوگا سوا حنفیہ کے نزدیک ان کے

[illegible marginal notes]

عدالت ولی و شہود شرط ہے لیکن نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہو جاویگا جیسا کہ استفتار ممنوعات شادی و غمی میں جناب مولائی و مرشدی و استاذی حضرت مولوی شاہ سید محمد عبد السلام رحمہ اللہ نے لکھا ہے کلمے یہ ہیں پہلا کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دوسرا کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تیسرا کلمہ تمجید سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ چوتھا کلمہ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پانچواں کلمہ رد شرک اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صفت ایمان مفصل اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ صفت ایمان مجمل اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْكَامِهٖ

خطبہ نکاح بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهٖ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهٖ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهٖ الْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهٖ وَسَطْوَتِهٖ النَّافِذِ اَمْرُهٗ فِیْ سَمَآئِهٖ وَاَرْضِهٖ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهٖ وَاَمَرَهُمْ بِاَحْكَامِهٖ وَاَعَزَّهُمْ بِدِیْنِهٖ وَاَكْرَمَهُمْ بِنَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُهٗ جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ سَبَبًا لَاحِقًا وَّاَمْرًا مُّفْتَرَضًا اَوْشَجَ بِهِ الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَ الْاَنَامَ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَآئِلٍ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا

وکان ربک قدیرا فامر اللہ تعالی یجری الی قضائہ وقضاؤہ یجری الی قدرہ ولکل قضاء قدر ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ۝

فصل دوسری مہر کے بیان مین

مہر دو قسم ہی ایک معجل یعنی جلدی کیا گیا یعنی مرد عورت کو مہر جلد عطا کر دیوے کسواسطے کہ یہ دین ہے
اور درصورت عدم ادای دین عاقبت مین سخت مواخذہ ہوگا ہان اگر عورت بخشدیوے تو البتہ بریت اسکی
ہے ورنہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ پہلے تو مرد ہی باعث سہل انکاری وعدم تقاضا عورتون کے مہر ادا
نہین کرتے اور اگر کسی نے ہمت ونیت ادا کی تو عورتین بوجہ خام خیالی کے اپنی زندگی مین مہر نہین
لیتی ہین اور کہتی ہین کہ جو کوئی لیوے گی وہ نکاح سے باہر ہوجاویگی اور مرد قابو مین نہ رہیگا حالانکہ
شرع مین اسکا کہین ذکر نہین ہی بلکہ نکاح بلا مہر کا ذکر ہے اور قابو مین کیون نہین رہتا ہوا سطے کہ
اگر مرد عدالت نکریگا تو قیامت کے دن آدھا بدن اسکا گھسٹتا چلیگا جیسا کہ حدیث مین ہے
اور دوسرا موجل یعنی مدت وفرصت دیا گیا اُسکی کوئی حد معین نہین ہے جب استطاعت مرد کو
ہووے تب ادا کر دیوے اور پھر مہر کی دو قسم ہے ایک مہر معین کہ قلت وکثرت دونون پر دلالت
کرتا ہے نزدیک امام ابی حنیفہؒ کے دس درہم سے مہر کم نہین ہے اور نزدیک امام شافعیؒ کے جو
چیز کہ قیمت دار ہے وہ صالح مہر کی ہے برابر ہے کہ قیمت اسکی دس درہم ہو یا زیادہ یا کم اور نزدیک
امام مالک کے اقل درجہ مہر کا پانچ درہم ہین پس اگر دس درہم مہر سے کم باندھا گیا تو دس درہم
دینا پڑیگا اسواسطے کہ دس سے کم مین عورت راضی ہوگئی لیکن حکم شرع کا فاسد کرتا ہی اسکو ایسی
صورت مین اقل درجہ مہر کا لازم آویگا اور وہ دس درہم ہین اور اگر دس درہم معین کیا یا دس
سے زیادہ تو جسقدر معین کیا اسقدر دینا پڑیگا صحبت کرنے سے یا جورو خاوند ایک کے مرجانیسے

یا خلوۃ صحیحہ سے ۱۲

لہ حدیث قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امرأتان فمال الی احدٰہما جاء یوم القیمۃ وشقہ مائل یعنی ۱۲ [illegible]

ہو یعنی بیس روپیہ ہوئے اسی طرح درم ودینار کا وزن قیمت کم وبیش جسقدر جسکو دریافت کرنا منظور ہو وہ حساب متوسط بالا سے دریافت کر لیوے سے معلوم ہوجاویگا ۱۲

اور اگر طلاق دی قبل وطی یا خلوت صحیحہ کے تو نصف مہر لازم آویگا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے
وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ
اور اگر نکاح کرے اس شرط سے کہ مہر نہووے یا بدلے مین شراب کے یا بدلے مین سؤر کے
یا ایک سرکے کے مٹکے سے اور اُس طرف اشارہ کیا اور وہ شراب نکلی یا ایک غلام سے اور اسکی
طرف اشارہ کیا اور وہ آزاد نکلا یا ایک کپڑا یا ایک جانور کے بدلے اور صفت اُنکی بیان نہ کی
یا تعلیم قرآن کے بدلے یا اسبات پر کہ خاوند آزاد ایک سال خدمت اُسکی کرے یا کسی کی بیٹی یا بہن
سے اسبات پر کہ وہ بھی اس سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دیوے تو ان سب صورتون مین نکاح
صحیح ہو جاویگا اور مہر مثل لازم آویگا وقت وطی یا خلوت صحیحہ یا موت کے پس اول صورت
مین اسواسطے کہ نکاح نام ہے اُس عقد کا کہ جس سے اتصال ہو تو وہ فقط جورو و خاوند سے
درست ہو جاویگا اور شرط اُسکی ساقط ہو جاویگی اور دوسری و تیسری صورت مین اسواسطے
کہ شراب و سور نزدیک ابو حنیفہؒ کے مال نہین ہے تو گویا ایسا ہوا کہ بغیر ذکر مہر کے نکاح کیا
اور اسی طرح چوتھی و پانچوین صورت مین غلام یا سرکہ مال تھا لیکن وہ آزاد نکلا اور سرکہ شراب نکلی
پس شراب اور شخص آزاد مال نہین اور چھٹوین صورت مین اسواسطے کہ وہ کپڑا اور جانور مجہول ہے
تو نزاع پڑیگی تب مہر مثل لازم آویگا اور ساتوین صورت مین اسواسطے کہ تعلیم قرآن کچھ مال
نہین ہے کیونکہ اُجرت لینا اسپر جائز نہین اور آٹھوین صورت مین اسواسطے کہ خاوند مالک
ہے جورو کا اور خدمت مقتضی ہے مملوکیت کی اور ان دونون مین تناقض ہے تو مہر
مثل لازم آویگا لیکن نوین صورت مین تو دونون عقد جائز ہین مگر مہر کو اُسنے وہ بنایا
کہ جو صلاحیت مال کی نہین رکھتا تو مہر مثل لازم آویگا جیسے شراب و سور کو مہر کر دیا اور یہ نکاح
شغار کہلاتا ہے یعنی نکاح کرے کوئی بیٹی کا کسی سے اسبات پر کہ وہ بھی اپنی بیٹی کا نکاح کر دے
اور مہر کچھ مقرر نہو لیکن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے

ط اور اگر طلاق دو تم عورتونکو قبل اسکے کہ جماع کرو تم اور مقرر کر چکے تھے اُنکے واسطے کچھ حصہ تو واجب ہے تمپر نصف اُسکا جو مقرر کیا تھا تم نے ۱۲

اور نزدیک امام مالک اور امام شافعی کے تعلیم قرآن پر مہر باندھنا جائز ہے اور یہ اختلاف
بنی اسبات پر ہے کہ اُجرت لینا تعلیم قرآن پر جائز ہے یا نہین تو جن لوگون کے
نزدیک جائز ہے اُن کے نزدیک مہر بھی اسکا مقرر کرنا درست ہے اور جنکے نزدیک
اُجرت لینا تعلیم قرآن پر جائز نہین اُن کے نزدیک مہر بھی باندھنا اُسکا درست نہین دلیل
امام شافعیؒ کی اِس باب مین حدیث ابن سعد سے ہے کہ نکاح کر دیا تھا آپ نے اُنکا ایک
سورۃ پر قرآن سے پس جواب اس کا یہی ہے کہ جو روایت کیا سعد ابن منصور نے کہ یہ
خصوصیات مین سے تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اب کسی کیواسطے
بعد آن حضرتؐ کے یہ امر جائز نہین اور دلیل مہر مثل لازم ہونیکی یہ ہے کہ حکم کیا
عبداللہ بن مسعودؓ نے مہر مثل کا اُس عورت مین کہ خاوند اس کا مرگیا ہوا اور مہر
اُس کا مقرر نہوا ہو اور اگر طلاق دیدے قبل خلوت صحیحہ کے تو متعہ لازم آوے گا اُس
مقدار کا کہ زائد نہ ہو نصف مہر مثل پر اور کم نہو پانچ درہم سے اور یہی قول کرخی
کا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ
تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ
اور نزدیک امام اعظمؒ کے متعہ واجب ہے اور نزدیک امام مالکؒ کے مستحب
اور وہ تین کپڑے ہین ایک پیراہن دوسری اوڑھنی تیسری چادر پس نزدیک
امام ابی حنیفہؒ کے اعتبار خاوند کے حال کا ہے اور کرخی کے نزدیک عورت کا
حال معتبر ہے اور اول صحیح ہے مثل نفقہ کے اور اگر نکاح کیا غلام نے اس امر پر کہ
خدمت کرے بیوی کی تو خدمت واجب ہوگی اسواسطے کہ خدمت غلام کی عوض مال
کے ہوتی ہے اور اگر نکاح کیا عورت مفوضہ سے یعنے اُس عورت سے

لا نہین گناہ تم پر اگر طلاق دو تم عورتون کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگاؤ اُن کو یا نہ ٹھہراؤ اُن کے واسطے کوئی حصہ اور متعہ دو اُن کو غنی پر اُس کی مقدار اور مفلس پر اُس کے لائق ۱۲

کہ جس نے نکاح کیا اپنا بغیر ذکر مہر کے یا اسبات پر کہ اُسکو مہر نہین پھر دونون کسی مقدار مہر پر راضی ہوگئے تو بعد وطی یا موت کے یہی مقدار لازم آوے گی اور اگر طلاق دیدی قبل وطی کے تو متعہ لازم ہوگا اور امام ابو یوسف وامام شافعی کے نزدیک نصف اُس مقدار کا یعنی جس مقدار پر وہ دونون راضی ہوگئے ہین اور اگر خاوند نے مہر معین پر کچھ بڑھادیا ہے تو وہ خاوند کے ذمہ ہوگا اور اگر قبل وطی کے طلاق دیدی ہے تو زیادتی ساقط ہوجاوے گی عورت کو جائز ہے کہ بعض یا کل مہر مرد کے ذمہ سے ساقط کردے یا اُس زیادتی کو کہ جو مرد نے بڑھادی تھی اپنی طرف سے اور خلوت مرد ساتھ عورت کے بغیر مانع حسی کے جیسے مرض کہ مانع ہو وطی سے اور مانع شرعی کے جیسے روزہ رمضان کا یا احرام حج فرض یا نفل کا اور مانع طبعی کے جیسے حیض ونفاس کہ طبیعت مکروہ جانتی ہے جماع کرنے کو حالت حیض ونفاس مین اور اگرچہ مانع شرعی بھی یہان موجود ہے ثابت کردیتی ہے مہر کو لیں اسی کا نام خلوت صحیحہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک بدون جماع کے مہر مستقر نہین ہوتا اور نزدیک امام اعظم کے خلوت موجب ہے مہر کو جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے کھولا خمار عورت کا اور نظر کی اُس سے تو واجب ہوا مہر خواہ دخول کرے یا نکرے اور مراد خلوت سے یہ ہے کہ خاوند اور عورت دونون ایسے مکان مین جمع ہون کہ وہان کوئی داخل نہو بغیر اذن ان کے اور بسبب تاریکی کے کوئی اُنپر مطلع نہوسکے اور خاوند جانتا ہو کہ یہ میری عورت ہے اگرچہ خاوند مجبوب یا عنین یا خصی ہووے یا روزہ دار قضا یا نذر کا ہو اور اگر روزہ دار ہے رمضان کا یا محرم ہے یا عورت حیض یا نفاس سے ہے یا کوئی اُن دونون مین سے بیمار ہے تو خلوت ثابت نہوگی اور نماز بھی مثل روزہ کے ہے تو نماز فرض مین خلوت صحیح نہوگی جیسے فرض روزے مین اور صحیح ہوجاوے گی نماز نفل مین جیسے نفل روزے مین

اور عدت واجب ہے ان سب صورتون مین برابر ہے کہ مانع ہو یا نہو احتیاطًا اور واجب
ہے متعہ اُس عورت کو کہ اُسکو طلاق دی ہو قبل وطی کے اور مہر اُسکا معین نہوا اور مستحب
ہے سوا اسکے دوسری عورتون کو مگر جس عورت سے ٹھہر گیا ہو اور اُسکو طلاق دی ہو قبل وطی
کے فی الجملہ مستورات مطلقات چار قسم پر ہین پہلی وہ مطلقہ کہ اُس سے نہ وطی کی ہو اور
نہ اُس کا مہر معین ہو تو واسطے اُسکے متعہ واجب ہے اور دوسری وہ مطلقہ ہے کہ وطی
نہ کیجاوے اور مہر اُسکا معین ہووے تو اُس عورت کو متعہ واجب نہین لیکن صحیح یہ ہے
کہ مستحب ہے اور تیسری وہ مطلقہ کہ وطی کی جاوے اور مہر معین نہوا اور چوتھی وہ مطلقہ
کہ وطی کیجاوے اور مہر بھی معین ہو تو ان دو عورتون کے واسطے متعہ مستحب ہے پس
حاصل یہ ہے کہ جسوقت کہ عورت موطوءہ ہو گئی اُسوقت متعہ اُسکو مستحب ہوگا برابر
ہے کہ مہر اُسکا معین ہو یا نہو اور اگر موطوءہ نہین ہے تو جس صورت مین مہر معین ہے
تو نصف مہر ادا کرے اور متعہ مستحب ہے اور اگر مہر معین نہین ہے تو متعہ واجب ہے
اگر کسی عورت نے ہزار روپے اپنے مہر کے خاوند سے لیکر اپنے قبضے مین کیے اور پھر
وہی ہزار روپے عورت نے خاوند کو بخشدیے اور بعد اسکے خاوند نے قبل وطی کے
طلاق دیدی تو وہ مرد پانسو روپیہ اُس سے پھیر لیوے کیونکہ عورت نے تمام مہر کو قبض
کر لیا تھا اور مرد پر واجب نصف تھا تو نصف پھیر دیوے اور وہ جو عورت نے خاوند
کو ہبہ کر دیا تھا مہر سے محسوب نہو گا کیونکہ روپے عقود مین مثل بیع و شرا و نکاح کے
متعین نہین ہوتے بلکہ سب روپے برابر ہین تو وہ جو عورت نے ہبہ کر دیا تھا اگرچہ وہ
روپے خاوند کے دیے ہوے تھے لیکن یہ نہین کہہ سکتے تھے کہ وہی روپے ہین اور
اسی طرح فسوخ مین بھی اور اگر عورت نے قبضہ نہین کیا تھا اُن روپیون کا یا نصف
مہر کا قبضہ کیا تھا اور پھر عورت نے ہبہ کر دیا خاوند کو کل مہر یا باقی کو اور
طلاق دی خاوند نے قبل وطی کے تو اب عورت پر کچھ لازم نہین آوے گا

اس واسطے کہ عورت کے پاس اب کچھ خاوند کا حق باقی نہین رہا اور اگر مہر کچھ اسباب
ہے اور عورت نے اُسکو قبض کیا یا نہ کیا اور خاوند کو ہبہ کردیا تو اب عورت پر
دونون صورت مین کچھ لازم نہ آوے گا اور بصورت قبض بھی لازم نہوگا اس واسطے
کہ عورت نے خاوند کو بخشدیا ہے اور نکاح فاسد مین بغیر وطی کے کچھ واجب نہین ہوتا
اگرچہ خلوت کی ہو ساتھ اُسکے اگر وطی کی ہو تو مہر مثل لازم آویگا بشرطیکہ مہر معین سے
زیادہ نہووے اور اگر زیادہ ہے تو مہر معین لازم آوے گا اور عورت کے لڑکے کا نسب
اُس مرد سے ثابت ہوجاوے گا اگر وقت دخول سے وضع حمل تک چھ مہینے
گذرے ہون گے نزدیک امام محمد کے اور اسی پر فتوےٰ ہے اور اگر اس سے کم گذرے
ہون گے تو نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ اقل مدت حمل کی چھ مہینے ہین اور امام ابو حنیفہ
اور ابو یوسف کے نزدیک مدت نسب کا اعتبار وقت نکاح سے ہوگا جیسا کہ نکاح صحیح
مین پس اگر نکاح کے وقت سے وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہین تو نسب ثابت ہوجاویگا
ورنہ نہین ہدایہ مین امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی صحیح ہے بلکہ موافق
قیاس کے بھی ہے دوسرا مہر مثل کہ عورت کے باپ کی قوم سے اعتبار کیا جاویگا جیسے
بہنین اور پھوپھیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور چچا کی بیٹیان جیسا کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نے واسطے عورت کے مہر مثل اُسکی عورتون کا ہے یعنے جو عورتین کہ مثل
اُس کے ہین اُن کا مہر دلایا جاوے گا ایسا ہی فتح القدیر مین بھی ہے اور مہر مثل مین
معتبر ہے کہ دونون عورتین سن مین اور حسن مین اور مال مین اور عقل اور دین مین
اور شہر مین اور زمانے مین اور بکارت مین اور ثیابت مین برابر ہون پس اگر باپ کی
قوم سے کوئی ان صفتون کے ساتھ نہ ملا تو اور عورتین جو غیر ہین اُن سے اعتبار کرین گے

اور نہ اعتبار کیا جاوے گا مہر مثل مان اور خالہ کے مہر سے مگر جب مان اور خالہ اس کے
باپ کی قوم سے ہون جیسے اُسکے باپ کی چچا کی بیٹیان تو اعتبار کیا جاوے گا ورنہ
نہین اور اگر ولی ضامن ہوجاوے خاوند کی طرف سے مہر کا تو درست ہے اگرچہ وہ
عورت نابالغہ ہو اور عورت کو اختیار ہے چاہے مہر اپنا ولی سے طلب کرے
چاہے خاوند سے پس اگر ولی نے ادا کردیا تو صحیح ہے اور ولی خاوند سے پھر لیوے
اگر خاوند کے حکم سے ضامن ہوا تھا ورنہ خاوند پھر اندے گا اور بیع مین یہ حکم نہین ہے
مثلاً اگر باپ نے نابالغ لڑکے کا مال بیچا اور قیمت کا ضامن ہوا تو ضمان صحیح نہوگا اور
عورت کو پہونچتا ہے کہ منع کرے خاوند کو جماع سے اگرچہ پہلے مرد نے اُس سے وطی
کی ہو یا اُسکی رضامندی سے خلوت کی ہو اور اُس سے کہ خاوند اسکو اپنے ساتھ
سفر مین لے جاوے جب تک کہ مہر معجل اپنا کل ہو یا بعض یا جو مہر مؤجل مین سے بالفعل
دیا جاتا ہے اُس عورت کے مہر مثل سے موافق دستور کے نہ لے لیوے اور دونون
صورت مین خاوند پر نفقہ واجب رہے گا اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر خاوند اُس سے
پیشتر وطی یا خلوت کرچکا ہے تو بعد اسکے عورت کو اختیار منع کا باقی نہین رہے گا اور
بھی درست ہے عورت کو کہ قبل لینے اس مہر کے بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی
حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے اور بعد قبض کر لینے اس مہر کے درست
نہین اور اگر مہر معجل نہین ہے اور مؤجل مین سے بھی کچھ بالفعل دینے کا دستور نہین
بلکہ کل مؤجل ہے تو عورت کو منع نہین پہونچتا ہے اور جب مؤجل مین بعض دینے کا
دستور ہے تو عورت کو منع نہین پہونچتا ہے واسطے قبض کر لینے کل مہر کے
اور اگر خاوند نے اُسقدر مہر یعنے مہر معجل یا مؤجل مین سے جسقدر دینے کا
دستور ہو ادا کر دیا تو پھر اُسکو پہونچتا ہے کہ عورتون کو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے
ظاہر روایت مین جیسا کہ قرآن مجید مین ہے اَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ

اور بعضون کے نزدیک خاوند کو بعد ادا کے بھی نہین پہونچتا ہے کہ سفر مین لیجاوے
فقیہ ابو اللیثؒ نے اسی پر فتوے دیا ہے اور بہت سے مشائخ بھی اسی طرف مائل ہین
جیساکہ خزانے مین ہے اور بوجہ فساد زمانے کے کہ غریب عورتون کو ضرر پہونچتا ہے
اسی پر فتویٰ دیا جاوے گا اور درست ہے کہ لیجاوے اُس کو ایسی جگہ پر کہ اُس کے
مسکن سے وہان تک مدت سفر کی نہووے یعنے تین دن اور تین رات سے کم ہووے
اگر زوج وزوجہ نے اختلاف کیا اصل مہر مین ازانجملہ ایک نے کہا کہ مہر معین نہین
ہوا تھا اور دوسرے نے کہا کہ معین ہوا تھا بس جو کہتا ہے کہ مہر معین ہوا تھا اگر
وہ گواہ قائم کرے تو قول اُس کا معتبر ہوگا اور اگر گواہ قائم نہ کرے تو جو کہتا ہے
کہ مہر معین نہین ہوا تھا اُسکو قسم دلاوین گے اگر وہ قسم نہ کھاوے تو دوسرے کا قول
معتبر ہوجاوے گا یعنے مہر معین کا اعتبار ہوگا اور اگر قسم کھالے تو مہر مثل واجب ہو گا
نزدیک صاحبینؒ کے اور نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح مین قسم نہ دیوین گے تو
مہر مثل واجب ہوگا جس صورت مین وہ گواہ قائم نہ کرے اور اگر اختلاف کیا مہر کے اندازے
مین مثلاً خاوند نے کہا کہ سو درہم تھے اور زوجہ نے کہا دوسو درہم تھے تو جو گواہ قائم کریگا
قول اُس کا قبول کیا جاوے گا اور اگر کسی نے گواہ قائم نہ کیے تو مہر مثل کو دیکھین گے
اگر مہر مثل خاوند کے دعوے کے برابر ہے یا کم تو قول خاوند کا معتبر ہوگا ساتھ
حلف کے اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کے برابر ہے یا زائد تو قول عورت کا معتبر
ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے اور مہر مثل موافق خاوند کے ہے
یا کم اُس سے تو گواہ عورت کے مقبول ہون گے اور اگر مہر مثل
موافق عورت کے ہے تو گواہ خاوند کے مقبول ہون گے
اس واسطے کہ گواہ مشروع ہین واسطے اثبات اُن امور کے
جو خلاف ظاہر کے ہین اور قسم مشروع ہے واسطے باقی رکھنے

اصل کے اپنی اصل پر جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہ مدعی پر ہین اور قسم
اُسپر جو انکار کرے اور اگر خاوند نے طلاق دیدی عورت کو قبل وطی کے بعدہ اندازۂ
مہر مین اختلاف واقع ہوا پس جو گواہ لاوے گا قول اُسی کا معتبر ہوگا اور اگر دونون
گواہ لائے تو اگر متعہ مثل موافق عورت کے ہے تو مرد کے گواہون کا اعتبار ہوگا۔
اور اگر متعہ مثل موافق عورت کے ہے تو مرد کے گواہون کا اعتبار ہوگا۔ اور اگر
متعہ مثل درمیان مین دعوے زوج وزوجہ کے ہے تو جو شخص گواہ لاوے گا قول
اُسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لائے تو متعہ مثل واجب ہوگا۔ اور اگر دونون
گواہ نہ لائے تو جو قسم کھاوے قول اُس کا معتبر ہوگا اور اگر دونون نے قسم کھائی
تو متعہ مثل واجب ہوگا اور اگر زوج یا زوجہ مرگئی اور اصل مہر یا اندازۂ مہر مین اختلاف
واقع ہوا تو حکم اُسکا بعینہ حکم حالت حیات کا ہے اور جو دونون مر گئے اور مہر عورت
کا معین ہوگیا تھا اور نزاع پڑی اندازۂ مہر مین تو خاوند کے وارثون کا قول معتبر ہوگا
اور اگر نزاع پڑی اسبات مین کہ مہر معین ہوا تھا یا نہین تو نزدیک امام ابی حنیفہ
کے کچھ لازم نہ آوے گا اور صاحبین رح کے نزدیک مہر مثل لازم آوے گا اور اسی پر
فتویٰ ہے اور اگر خاوند نے عورت کو کوئی چیز بھیجی بعدہ اختلاف واقع ہوا عورت
نے کہا کہ یہ ہدیہ وتحفہ تھا اور خاوند نے کہا کہ مہر تھا تو قول خاوند کا ساتھ حلف کے معتبر
ہوگا مگر جب وہ چیز ایسی ہو کہ اُسکو جمع کرکے رکھتے نہون جیسے روٹی وگوشت وغیرہ
برخلاف گیہون کے اور ایسا ہی آٹا اور زندہ بکری وشکر وبادام ومصری وغیرہ مین

فصل تیسری اُن عورتون کے بیان مین جنسے نکاح حرام ہے وہ کئی قسم ہین

قسم پہلی حرام ہے مرد پر اصل اُسکی یعنی ماں اور دادی اور نانی اور پردادی اور پرنانی

ساتھ متعہ مثل کے ۔ زیادتی نصف مہر کی ۔ برابری اور کمی اور ۔ طلاق قبل وطی کے ۔ مہر کے باب مین ۔ عورت کا یا ثابت ہوئی ۔ زیادہ ۔ اور یا دو سے ۔ [illegible]

وغیرہ جہان تک سلسلہ چلا جاوے قسم دوسری فرع اُسکی یعنی بیٹی و نواسی و پوتی و پرپوتی وغیرہ جیسا کہ قرآن مجید مین ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ قسم تیسری بہن اُسکی اور بھانجی و بھتیجی و پھوپھی و خالہ اُسکی اسواسطے کہ قرآن شریف مین حرمت اُنکی منصوص ہے کما قال اللہ تعالےٰ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ قسم چوتھی بیوی کی بیٹی حرام ہے درانحالیکہ اُس بیوی سے صحبت کی ہو اور اگر صحبت نہین کی تو نکاح کرنا اُسکی بیٹی سے درست ہے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور حدیث مین بھی اسی طرح ہے کہ جو مرد نکاح کرے کسی عورت سے اور اُس سے صحبت کرے تو حلال نہین اُسکو نکاح کرنا اُسکی بیٹی سے اور اگر نہین کی صحبت اُس سے تو چاہیے کہ نکاح کرلے اُسکی بیٹی سے قسم پانچوین اپنی بیوی کی ماں یعنے ساس برابر ہے کہ اُس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو جیسا کہ قرآن مین ہے وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ قسم چھٹی اپنی اصل کی بیوی یعنی باپ اور دادا یا نانا کی بیوی جیسا کہ قرآن مین ہے وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ قسم ساتوین اپنی فرع کی بیوی یعنے بہو یا پوتے کی بیوی اسی طرح نیچے تک جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ یعنی اس سے نکل گئین بیویان متبنٰی کی یعنی اُس شخص کی کہ جسکو بیٹا بنا لیا ہو اور ہندی مین اُسکو لے پالک کہتے ہین قسم آٹھوین حرام ہین یہ سب اگر رضاعی ہون کیونکہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ اور اس مین
بہت سی صورتین ہر ایک مین نکلتی ہین مثلاً بہن کی بیٹی شامل ہے بہن نسبی کی رضاعی
بیٹی کو اور رضاعی بہن کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی رضاعی بیٹی کو اور اسی طرح اور
اقسام مین مثلاً بھائی کی بیٹی شامل ہے بھائی نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور بھائی رضاعی
کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بھائی کی رضاعی بیٹی کو وقس علی ہذا قسم نوین حرام ہے
مرد پر فرع اُس عورت کی کہ جس سے زنا کیا ہو یا چھوا ہو اُس کو شہوت سے یا اُس نے
مرد کو مس کیا ہو شہوت سے یا مرد نے فرج داخل پر اُسکے نظر کی ہو شہوت سے قسم دسوین
حرام ہے اصل اُن عورتون کی نزدیک امام اعظم رح و امام احمد کے دلیل انکی یہ ہے کہ کہا
ایک مرد نے یا رسول اللہ تحقیق مین نے زنا کیا تھا ایک عورت سے جاہلیت مین کیا
نکاح کرون مین اُسکی بیٹی سے آپ نے فرمایا مین نہین تجویز کرتا اسکو اور امام شافعی و امام
مالک کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت نہو گی دلیل اُنکی یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے الحرام لا یفسد الحلال یعنے حرام نہین فاسد کرتا ہے حلال کو
قسم گیارھوین حرام ہے جمع کرنا درمیان دو بہنون کے جیسا کہ قرآن مین ہے وَاَنْ
تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ قسم بارھوین حرام ہے جمع درمیان اُن دو عورتون
کے کہ اگر اُنہین سے ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری عورت اُسکو درست نہو مثال
اُسکی یہ ہے کہ جیسے کہ ایک شخص نے اول ایک عورت سے نکاح کیا اب اس عورت
کی پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرنا چاہے تو یہ جائز نہین کیونکہ اگر پھوپھی
کو مرد فرض کرین تو پہلی عورت اُس کی بھتیجی ہوئی اور بھتیجی سے نکاح حرام ہے

اور اگر خالہ کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اُسکی بھانجی ہوئی اور بھانجی سے نکاح حرام
ہے اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اُسکی پھوپھی ہوئی اور پھوپھی سے نکاح
حرام ہے اور اگر بھانجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اُسکی خالہ ہوئی اور خالہ سے نکاح
حرام ہے اور اگر پہلی عورت کو مرد فرض کرین تو نکاح پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی
سے لازم آتا ہے اور نکاح ان سب سے حرام ہے اور صحیحین مین بھی اسی طرح فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ جمع کیا جاوے درمیان عورت اور اُسکی پھوپھی کے اور نہ
درمیان عورت اور اُسکی خالہ کے اور دوسری حدیث اُسکی یہ ہے کہ فرمایا نہ نکاح کیجاوے
عورت اپنی پھوپھی پر اور نہ پھوپھی اپنی بھتیجی پر اور نہ عورت اپنی خالہ پر اور نہ خالہ بھانجی
پر پس نہ نکاح کیجاوے بڑی یعنی خالہ اور پھوپھی چھوٹی پر یعنی بھانجی اور بھتیجی پر اور نہ چھوٹی
بڑی پر اور خالہ اور پھوپھی کو بڑا اسواسطے ارشاد فرمایا کہ اکثر وہ سن مین بڑی ہوتی ہین اور
بھتیجی و بھانجی چھوٹی ہوتی ہین یا وہ مرتبے مین بڑی ہین اور حدیث مین جمع کرنا درمیان پھوپھی
وخالہ کے اور درمیان دو خالہ اور دو پھوپھی کے مکروہ لکھا ہے قسم تیرھوین اگر کسی نے نکاح کیا
دو بہنون سے ساتھ دو عقدون کے اور بھول گیا کہ اول کس سے عقد کیا تھا تو درمیان
خاوند اور ان دو بہنون کے جدائی کرائی جاوے گی اور ایک ہی عقد مین دونون کا
نکاح کیا تو دونون باطل ہین اور مہر کچھ بھی واجب نہوگا قسم چودھوین چار عورتون سے
زیادہ آزاد ہون یا لونڈیان نکاح کرنا درست نہین جیسا کہ قرآن مجید مین ہے فَانْكِحُوا مَا
طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یہ مذہب ایمہ اربعہ اور جمہور کا ہے
اور حدیث سے بھی ثابت ہے قسم پندرھوین غلام کو دو سے زیادہ درست نہین نزدیک

امام شافعی وامام احمد کے اور امام مالک کے نزدیک غلام بھی چار عورتون تک نکاح
کرے لیکن روایت کی بغوی نے معالم مین کہ باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم غلام زیادہ دو
سے نہ نکاح کرے قسم سولھوین نہین جائز ہے نکاح اپنی لونڈی سے اور نہ غلام کو اپنی مالکہ
سے اسواسطے کہ نکاح موضوع ہے واسطے حاصل ہونے فوائد کے کہ جو مشترک ہین درمیان
زوج اور زوجہ کے اور اس صورت مین ایک مملوک ہو دوسریکا پس مملوکیت منافی مالکیت
کے ہے تو اشتراک دونون مین درست نہین قسم سترھوین نکاح جائز نہین عورت مجوسیہ سے
اور اُس عورت سے جو تبونکی پرستش کرتی ہو قسم اٹھارھوین آزاد مرد کے لیے چوتھی عورت
کی عدت مین پانچوین عورت سے نکاح جائز نہین ایسا ہی غلام کے لیے دوسری
عورت کی عدت مین تیسری عورت سے جائز نہین قسم اُنیسوین اُس عورت حاملہ سے کہ
جو مقید ہو کر آئی ہو اور اُس حاملہ سے کہ نسب اُسکا ثابت ہو اگرچہ وہ حاملہ ام ولد ہو اپنے
مالک کی اور اُسی سے حاملہ ہوئی ہووے نکاح جائز نہین قسم بیسوین نہین جائز ہے
نکاح لونڈی سے باوصف ہونے حرہ کے نکاح مین یا حرہ کی عدت مین اور حرہ سے
جائز ہے باوصف اُسکے کہ اُسکے نکاح مین لونڈی ہو جیسا کہ حدیث مین ہے لا تنکح
الامة علی الحرة وتنکح الحرة علی الامة قسم اکیسوین باطل ہے نکاح متعہ کا
بالاتفاق ائمہ اربعہ کے نزدیک حرام ہے جیسا کہ قرآن مین ہے والذین ہم لفروجہم
حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین
فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون اور حدیث مین روایت
کی ابن ماجہ نے باسناد صحیح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ

یعنی کہتے ہین اور اسی وجہ سے [illegible]

[illegible]

علیہ وسلم نے اذن دیا متعہ کا تین بار پھر حرام کیا اُسکو اور فرمایا کہ اگر کوئی متعہ کرے گا اور
وہ محصن ہوگا تو البتہ رجم کرونگا مین اُسکو پتھرون سے اور روایت کی بخاری و مسلم
نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تحقیق سُنا اُنھون نے ابن عباسؓ سے کہ نرمی کرتے ہین
متعہ مین کہا چھوڑ دے اے ابن عباس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا
اُس سے دن خیبر کے اور گدھون کے گوشت کھانے سے اور ایک روایت مین حضرت
علیؓ سے یہ ہے کہ کہا واسطے ابن عباسؓ کے تو مرد گمراہ ہے اور اسیطرح سال
فتح مکہ مین اور غزوہ تبوک مین منع فرمایا روایت کی مسلم نے سلمۃ بن اکوع سے کہ رخصت
دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال اوطاس کے تین بار پھر منع کیا ہمکو متعہ
سے غرض کہ بہت سے آثار اور احادیث حرمت متعہ مین وارد ہین اور نکاح مؤقت بھی
متعہ کے معنون مین ہے کسی امام کے نزدیک جائز نہین ہے مگر امام زفر کے نزدیک جائز
ہے غایۃ ماقی الباب ماسوا اقسام مذکورۂ بالا کے سب سے نکاح جائز ہے یعنے جائز ہے لونڈی
مرد مسلمان یا کتابی کے ساتھ اگرچہ قدرت رکھتا ہو آزاد سے نکاح کرنے پر یعنے مہر
اور نفقے پر اُسکے قادر ہو لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک واسطے آزاد مرد کے لونڈی کتابیہ
سے جائز نہین اسواسطے کہ نزدیک اُنکے جب قدرت حرہ کی نہو تب نکاح لونڈی مسلمہ
سے جائز ہے ورنہ نہین اور جائز ہے نکاح کتابیہ سے یہودیہ ہو خواہ نصرانیہ لونڈی ہو خواہ
آزاد اسواسطے کہ یہ اہل مشرکین سے جدا ہین جیساکہ قرآن مجید مین ہے وَالْمُحْصَنٰتُ
مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اور کفایہ مین ہے کہ حذیفہؓ نے ایک یہودیہ سے نکاح
کیا اور کعب بن مالکؓ نے بھی کیا اور جائز ہے نکاح اُس عورت سے کہ ایمان رکھتی ہو
اور کسی کتاب کا اقرار کرتی ہو نزدیک امام ابی حنیفہؒ کے اور نزدیک امام شافعیؒ کے جائز

[illegible]

نہین اور اگر ستارون کی پرستش کرتی ہو تو نکاح اُس سے جائز نہین اسواسطے کہ مثل اور
مشرکین کے وہ بھی ہے جیسے مجوسی اور آتش پرست وغیرہ کیونکہ اُنکی عورتون سے نکاح
حرام ہے جیسا کہ قرآن مین ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور حدیث مین ہے
سنوا بهم سنة اهل الكتاب غير ناكحي نسائهم ولا آكلي ذبائحهم چلو تم اُن سے
یعنی مجوس سے طریقہ اہل کتاب کا مگر یہ کہ نہ نکاح کرنے والے ہو اُنکی عورتون سے اور نہ کھانیوالے
ہو اُن کے ذبائح کو اور جائز ہے نکاح اُس عورت سے جو حاملہ ہووے زنا سے اور اسی
قول ہے لیکن نزدیک امام ابی یوسفؒ کے نکاح فاسد ہے پس یہ اختلاف اُس مین ہے
کہ نکاح کرے اُس سے غیر زانی اور جو زانی خود نکاح کرے تو بالاتفاق صحیح ہے جیسا کہ ہدایہ
مین ہے اور وطی نہ کرے اُس سے جب تک وہ وضع حمل نہ کرے اسواسطے کہ اُس کے
لیے وضع حمل عدت ہی جیسا کہ حدیث مین ہے کہ نہین حلال ہی واسطے مرد مومن کے
یہ کہ پلاوے پانی اپنا دوسرے کی کھیتی مین یعنی جب حمل کسی مرد سے ٹھہر گیا تو وہ گویا اُسکی
کھیتی بوئی ہے ولہذا غیر کو جائز نہین کہ وہان پانی پہونچاوے یعنی وطی کرے ایسی صورت
مین خاوند پر استبرا واجب نہین اور جائز ہے نکاح محرم کا مرد ہو یا عورت اسواسطے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نکاح کیا بیوی میمونہؓ سے بحالت احرام باندہنے کے
جیسا کہ صحیحین مین ہی لیکن نزدیک امام شافعیؒ کے جائز نہین موافق حدیث وَلَا يَنْكِحُ
الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحُ کے اخراج کیا اس حدیث کو ارباب صحاح ستہ نے سوائے بخاری کے
اور جائز بلکہ مسنون ہے نکاح ثانی بیوہ عورت کو بعد فراغت عدت طلاق و موت شوہر
اُسکے کے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے النکاح من سنتی فمن رغب عن
سنتی فقد رغب عنی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اعراض کریگا نکاح ثانی

[illegible]

سے اُنہنے اعراض کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اب اس زمانے مین بلکہ اور آگے سے
ہندوستان مین یہ اعراض مرد اور عورت مین بُرا موجود ہے کہ نفرت کلی اس سنت مرغوبہ
سے رکھتے ہین اور ظاہر مین اسکو ننگ اور عار اور خلاف شرافت و نجابت کے جانتے
ہین اور جوکہ اُسپر عمل کرتا ہے اُسکو کمینہ اور ذلیل جانتے ہین اور طعن و تشنیع سے اُسکو
تنگ کرتے ہین افسوس کہ جس کام کو بیبیا مبرزادیان کہ سارے جہان کی عورتون سے
ایمان و شرافت و نجابت مین بمراتب بہتر ہین عمل مین لادین اُس فعل محمود کو یہ لوگ
ذلیل و خوار سمجھین اور فاعلات پر زبان طعن و تشنیع کی کھولین درحقیقت یہ طعن و تشنیع
بیبیا مبرزادیون کی طرف منجر ہوتی ہے اور ذلت و کمینہ پن اُن کی جانب عائد خدا
اس کلمہ بے ادبی سے محفوظ رکھے جاننا چاہیے کہ یہ سنت نبوی سارے ملک عرب مین
اور دوسرے ملکون مین بھی بخوبی جاری ہے مگر ہندوستان مین بہ باعث تاثیر صحبت
اور آمیزش ہندوؤن کے مشائخ و سادات وغیرہ نے کہ اپنے تئین شریف و نجیب جانتے
ہین اور درحقیقت وے عنداللہ اجلاف ہین بوجہ شرارت نفس امارہ و اغوا سے
شیطان مردود کے اس رسم مشروع کو ایک قلم موقوف کردیا پس جو کوئی کہ قساوت
قلبی سے اس سنت کو عیب جانیگا وہ بروز قیامت ساتھ کافرون کے محشور ہوگا خدا
اس معصیت سے بچاوے اور سنت نبوی کے جاری کرنے مین سب کو توفیق دیوے
جس نے اُس کو جاری کیا اُس نے اجر عظیم پایا جیسا کہ حدیث مشکوٰۃ مین ہے من
احیٰ سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من
غیر ان ینقص من اجورہم شیئاً و من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ و رسولہ
کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئاً اور دوسری

حدیث مشکوۃ مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید فی الحقیقت جو عورت اس باب مین بمقابلہ فرمودہ خدا ورسول کے طعن وتشنیع برادری کا لحاظ نہ کرے گی اسکا رتبہ یہی ہے کہ جو حدیث مین مذکور ہے اور جو فی الجملہ رضامندی ظاہر کرے گی مگر برادری کے لحاظ سے کوشش زائد اس باب مین نہین کرتی تاہم ثواب ملیگا مگر اول سے کم اور اگر دل مین راضی ہے مگر اظہار نہین کرتی پس اس صورت مین ایمان اسکا برقرار ہے لیکن ثواب اُسکے نصیب مین نہین اور جو دل مین راضی ہو مگر بسبب عدم رواج نکاح ثانی کے اسبات کو پسند نہین کرتی اور خواہش نکاح کی دل مین رکھتی ہے پس یہ عورت گنہگار ہوگی اور جو دل مین راضی نہین ہے اور منکر بھی ہے اور نہ کرنے کو اچھا جانتی ہے اور جو عورت کہ نکاح دوسرا کرتی ہین اُن کو بیحیا وبے شرم وبے صبر جانتی ہو پس ایسی عورت بیشک کافرہ وبے ایمان ہے گو نمازی وروزہ دار وتالی قرآن ہے اسواسطے کہ جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اُسکی منکر ہے نعوذ باللہ منہا الحاصل جوان بکر وثیبہ کو لازم ہے کہ اگر خواہش وضرورت نکاح کی ہو تو ضرور کرین تاکہ کثرت اولاد کی ہو اور خدا ورسول اُس سے خوش وراضی رہین جیسا کہ حدیث مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تناکحوا تکثروا فانی اباھی بکم الامم القیامۃ حتی بالسقط اور ولی کو لازم ہے کہ رضامندی عورت کی اس بات مین دریافت کرے یا بواسطہ دوسری عورت کے کہ ہم صحبت اُسکی ہو دریافت کروائے اور بعد دریافت ہونے کے جلد فکر اُس کے نکاح کی کرے تاکہ ثواب پاوے

فصل چوتھی ولی اور کفو کے بیان مین

نکاح عورت بالغہ عاقلہ کا بکر ہو یا ثیب اگرچہ غیر کفو ہی ہو بغیر ولی کے جائز ہے دیکھا ت

سلہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ چنگل مار یگا ساتھ سنت میری کے نزدیک فساد امت میری کے پس اُسکے لیے ثواب ہے سو

غیر کفو ولی کو درست ہے کہ قاضی کو کہکر فسخ کرا دیوے روایت کی حسن نے امام ابو حنیفہ سے
کہ نکاح ساتھ غیر کفو کے جائز نہین اور اسی پر فتوے ہے قاضی خان کا اور ایک روایت
مین امام ابو یوسف سے یہ ہے کہ نکاح نہین منعقد ہوتا مگر ساتھ ولی کے اور نزدیک امام محمد کے
منعقد ہوگا اور موقوف رہیگا اجازت ولی پر چاہے وہ روا رکھے چاہے فسخ کردے اور
نزدیک امام مالک و امام شافعی کے نکاح نہین منعقد ہوتا ساتھ عبارت عورتون کے
برابر ہے کہ نکاح اپنا کرین یا اپنی لونڈی کا دلیل شافعی کی یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی کے پس نکاح اسکا باطل ہے پس اگر داخل
ہوا وہ اسکے ساتھ تو اس عورت کے لیے مہر ہے اور احادیث مین وارد ہے کہ نہین ہے
نکاح بغیر ولی اور دو گواہ عادل کے اور ضرور ہین نکاح مین چار جنین ولی اور زوج اور
دو گواہ اور زانیہ وہ عورتین ہین کہ نکاح کرلیتی ہین اپنا آپ پس نہین جائز ہے نکاح
مگر ساتھ ولی اور دو گواہون کے مہر تھوڑا ہو یا بہت فی الجملہ یہ سب دلیلین شافعی مذہب
کی ہین اور حنفیہ حجت پکڑتے ہین ساتھ آیت حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ کے اسواسطے کہ نسبت
نکاح کی اس مین طرف عورت کے ہے اور ساتھ حدیث ابن عباس کے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عورت بے خاوند کے ہے وہ زیادہ حقدار ہے اپنی ذات کا
ولی اپنے سے اور بکر سے اذن کیا جاویگا اور اذن اسکا سکوت ہے اور ساتھ حدیث
ابی سلمۃ بن عبد الرحمن کے کہ آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور کہا کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا ایک شخص سے اور مین ناراض ہون سو فرمایا
آنحضرت نے اسکے باپ کو نہین نکاح ہے واسطے تیرے جا نکاح کر جس سے چاہے تو سوا
ان حدیثون کے اور بہت حدیثین حجت حنفیہ کی ہین اور حدیثین صحیح و اقوی ہین نزدیک

نکاح کرے اپنا ۱۲ — وہ عورت ہے ۹ — اپنا یعنی تحقیق کر زانیہ — اور نہ نکاح کرے عورت — عورت عورت کا — یعنی نہ نکاح کرے — فان الزانیۃ ھی التی تزوج نفسہا — الا لا تزوج المرأۃ المرأۃ — علیہ وسلم لا تزوج المرأۃ نفسہا — رسول اللہ صلی اللہ — حدیث مین ہے قال ۵

سند کے برخلاف اُن احادیث کے کہ جنسے تمسک کیا شافعی نے وے ضعف سے خالی نہیں ہین اور اگر عورت بکر اور نابالغہ ہے تو باجماع مجتہدین ولی اُس پر جبر کر سکتا ہے اور بکر بالغہ پر ولی کو جبر نہین پہونچتا لیکن نزدیک امام شافعی کے باپ اور دادا جبر کر سکتا ہے موافق حدیث کے کہ اذن لیجا دین مگر عورتین اپنے نفسون سے پس اگر انکار کرین تو جبر کی جاوین اور اسی طرح ثیب نابالغہ پر ولی کو جبر پہونچتا ہے نزدیک امام ابی حنیفہ کے اور نزدیک امام شافعی کے اُسپر جبر نہین پہونچتا ہے اور ثیب بالغہ پر سب کے نزدیک ولی کو جبر نہین پہونچتا اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ہر ولی کو جبر پہونچتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک جبر کسی ولی کو نہین پہونچتا سواے باپ اور دادا کے اگر ولی نے بکر سے اذن لیا اور وہ چپ رہی یا ہنسی یا روئی بغیر آواز کے تو اذن ہو گیا اسی طرح حدیث مین بھی ہے اور اگر روئی آواز سے تو رونا اُس کا رد ہوگا نکاح کا اور اگر خبر پہونچی نکاح کی اور وہ چپ رہی تو راضی ہوئی لیکن شرط یہ ہے کہ شوہر کا نام لیا ہووے اور اگر نہ لیا تو سکوت اُسکا رضا پر محمول نہوگا اور مہر کا ذکر شرط نہین ہے اسواسطے کہ بدون ذکر مہر نکاح صحیح ہوجاتا ہے اور اگر ولی کے سوا کسی دوسرے نے اذن لیا یا بشرط موجودگی ولی قریب کے ولی بعید نے اذن لیا تو رضا اُسکی نہوگی جبتک کہ زبان سے کلام کرے جیسا کہ ثیب کی رضا بغیر کہے نہین ہوتی اسی طرح حدیث مین بھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الثیب تشاور اسواسطے کہ بہ نسبت بکر کے اُسکو حیا بھی کم ہے بولنا ثیب کا کچھ مضائقہ نہین ہے اور جو عورت کہ بکارت اُسکی بسبب حیض یا زخم یا زیادہ عمر یا زنا سے زائل ہوجاوے تو حکم اُسکا حکم بکر کا ہی ہے اس مقدمہ مین سکوت اُسکا اور رونا بغیر آواز کے اور ہنس دینا رضا ہے اور اگر نکاح کر دیا باپ دادا

بیچارے ۱۲ ... ۱۲ ... مشورہ ... اسکا ... رضا ... ابن ماجہ ... اور ایک روایت مین ... اذن اُس کا سکوت ہے ... اذن لیجا دے ... سکوت ... ایک روایت مین

نے اپنی نابالغ لڑکی یا لڑکے کا اگرچہ ثیب ہو نکاح لازم ہو جاوے گا وقت بالغ ہو جانے
کے اختیار فسخ کا نہوگا اور اگر سوائے باپ اور دادا کے دوسرے ولی نے نکاح کر دیا تو صغیرین
کو جائز ہے کہ وقت بلوغ نکاح کو فسخ کر دیوین در آنحالیکہ دے نکاح کو پہلے سے جانتے ہوں
اور اگر نہین جانتے اور بعد بلوغ معلوم ہووے تو اُسوقت بھی فسخ نکاح جائز ہے نزدیک
امام ابی حنیفہ کے اور نزدیک امام شافعی کے قبل بلوغ سوائے باپ اور دادا کے دوسرے
کو نکاح کر دینا درست نہین اور جسوقت لڑکی بکر بالغہ ہووے اور خبر نکاح کی پاکر چپ رہے
تو سکوت اُسکا رضا ہو جاویگا اور برعکس اسکے اُسکو اختیار ہے بعد خبر ہونے کے اور جب
خبر پہونچے اور چپ رہے تو سکوت رضا ہو گیا پس اس خیار کا نام خیار البلوغ ہے اور اگر
وہ عورت ثیب تھی اور بالغہ ہوئی تو سکوت اُسکا رضا نہ ہوگا اور اگر ولی نے نکاح عورت
نابالغہ کا کر دیا اور وہ بالغ ہوئی اور اُس کو خبر نکاح کی تھی یا بعد بلوغ خبر پہونچی اور چپ رہی تو
رضا ہو جاویگی اور جب تک ایک طرح سے بیٹھی رہے گی اختیار باقی رہے گا بلکہ بمجرد خبر اور
بلوغ کے اختیار ہے اور بعد ازان سکوت رضا ہے اور پھر اختیار باقی نہ رہے گا اگرچہ
وہ بکر اُس کو جانتی نہو کہ بعد بلوغ یا خبر پہونچنے کے اختیار فسخ نکاح کا ہے بخلاف
لونڈی شوہردار کے کہ اگر مالک نے اُسکو آزاد کر دیا اور اُس کو معلوم نہ تھا کہ وقت
آزادی کے عورت کو اپنے شوہر سے اختیار فسخ نکاح کا ہے تو یہ عذر قابل پذیرائی
ہوگا یعنے وقت معلوم ہونے اس مسئلے کے اختیار فسخ نکاح کا پہونچتا ہے اگرچہ وہ
لونڈی وقت آزادی کے چپ رہی ہو برخلاف بکر حرہ کے کہ اُس کو اختیار
فسخ کا باقی نہین ہے اور عورت ثیبہ اور لڑکے کا خیار وقت بلوغ کے باطل
نہین ہوتا جب تک کہ وہ راضی نہو جاوین تصریح سے یا اشارے سے کہ جس سے
رضا اُن کی معلوم ہووے مثلاً بوسہ لیوے یا مس کرے کوئی کسی کا یا لڑکا مہر دیوے
اور عورت قبول کرے اور اسی طرح اختیار اُنکا باطل نہین ہوتا اگرچہ

کھڑے ہوجاوین مجلس سے اور جب لڑکا لڑکی بالغ ہووین اور ناراض ہوجاوین تو
واسطے فسخ نکاح کے قاضی شرط ہے اور جو لونڈی آزاد ہو تو اُسکے نکاح فسخ کرنیکے
واسطے قاضی شرط نہین اور لڑکا یا لڑکی قبل تفریق کرنے قاضی کے مر گیا تو دوسرا
اُس کا وارث ہوگا قبل وبعد بلوغ کے اسواسطے کہ نکاح قائم رہیگا پس ثبوت ولایت
ساتھ چند اسباب کے پایا جاتا ہے ازانجملہ ایک ملک یمین ہے کہ نکاح مملوک بغیر
اذن مولے کے نہین صحیح ہوتا اور مولی اپنے غلام پر نکاح کے لیے جبر کرسکتا ہے
نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے اور لونڈی پر سبکے نزدیک جبر ممکن ہے دوسرا سبب
عصوبت ہے اور اقرب عصبات طرف صغیر وصغیرہ کے باپ ہے بعدہ دادا اور پردادا
وغیرہ اور بیٹا بھی ہے پس درانحالیکہ باپ وبیٹا دونون موجود ہین تو نزدیک شیخین رح کے
نکاح عورت مجنونہ مین بیٹا ولی ہوگا اسواسطے کہ ولایت مین وہ باپ پر مقدم ہے
اور نزدیک امام محمد رح کے برعکس اسکے ہے اسواسطے کہ باپ کو اپنی لڑکی پر شفقت زیادہ
ہوتی ہے بعدہ بھائی حقیقی ولی ہوگا بعدہ علاتی بعدہ اولادان دونون کی علی الترتیب
بعدہ چچا حقیقی وعلاتی و اولادان دونون کی اسی طرح بعدہ چچا باپ کا حقیقی وعلاتی
و اولادان کی اسی طرح نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے بخلاف امام شافعی رح کے
کہ نزدیک اُن کے نکاح صغیر وصغیرہ مین سواے باپ اور دادا کے دوسرا
ولی نہین ہوسکتا اور بعد عصبات کے ذوی الارحام نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے
بخلاف امام محمد رح کے کہ نزدیک اُن کے ذوی الارحام کو ولایت نہین ہے اور قول
ابی یوسف رح کا مضطرب فیہ ہے بعدہ نزدیک امام ابی حنیفہ کے قریب تر ان ہی بعدہ
لڑکی بعدہ پوتی بعدہ نواسی بعدہ پوتے کی لڑکی بعدہ نواسے کی لڑکی بعدہ بہن حقیقی و
علاتی بعدہ بھائی و بہن اخیافی[1] بعدہ اولاد انکی بعدہ پھوپھی و ماموں وخالہ و اولاد

[1] اخیافی اُس بہن کو کہتے ہین کہ اپنی ماں کی بیٹی ہو مگر اپنے باپ سے نہو یعنی دو باپ ماں ایک ہو ۱۲

اُنکی علی الترتیب بعدہٗ مولی الموالات نزدیک امام ابی حنیفہ کے بخلاف صاحبین کے نزدیک
اُنکے ولی نہین ہو سکتا اور بعدہٗ قاضی و وصی نزدیک امام ابی حنیفہ و مالک کے فی الجملہ
جسکا کوئی ولی نہین اُسکا بادشاہ ولی ہے جیساکہ حدیث مین حضرت عائشہ رضؓ سے مروی
ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی والسلطان ولی من لا
ولی لہ اور تاویل حدیث لانکاح الا بولی یہ کہ نہین ہے نکاح بطریق سنت بغیر ولی
کے اور حدیث حضرت عائشہ رضؓ محمول ہے اُس نکاح پر جو بغیر کفو کے ہے اور ثبوت کفاءت
معتبر ہے نکاح مین از روے نسب و اسلام و حریت وغیرہ کے جیساکہ احادیث مین
وارد ہے الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء ولا مھر اقل
من عشرۃ دراھم ایضًا العرب بعضھم اکفاء البعض وقبیلۃ والموالی
بعضھم اکفاء لبعض رجل برجل الا حائکا او حجاما پس کفاءت عرب مین اسواسطے
خاص ہوئی کہ عجم کے لوگون نے نسب اپنے ضائع کر دیے اور اہل عجم مین کفاءت باعتبار
اسلام کے ہے اور قریش کفو ہین ایک دوسرے کے اور جو سوا اُن کے عرب ہین وہ
کفو ہین ایک دوسرے کے پس قریش وہ ہے کہ جو نضر بن کنانہ کی اولاد مین سے ہے
اگرچہ لوگ کہ نضر سے اوپر لوگون کی اولاد مین ہین وہ قریش نہین اور جو کہ خود اسلام لایا ہے
وہ کفو نہین اُسکا جسکا باپ مسلمان ہے اور اسی طرح جسکا باپ غلام آزاد ہے وہ کفو نہین
جسکے باپ اور دادا دونون آزاد ہین و باعتبار دیانت مرد فاسق کفو نہین اُس عورت
کا کہ جسکا باپ نیک بخت ہے اور باعتبار پیشہ جولاہا و حجام و چمار و کھٹکی کفو نہین عطارون
و بزاز و عطار کا نزدیک صاحبین رح کے اور نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے

اس مین دو روائتین ہین کما فی الکتب الفقہ اعنی شرح الوقایۃ والھدایۃ وقاضی خان

فصل پانچوین نکاح فضولی اور وکالت نکاح کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جس شخص نے بے اجازت مرد اور عورت کے نکاح کر دیا خواہ وہ غیر ہو یا قریب ایسا کہ ولایت نکاح مین معتبر نہو وہ فضولی ہے اور جس نے بغیر اذن کے نکاح کر دیا اور تھا لیکن وہ ولایت نکاح مین معتبر ہے تو وہ ولی ہے اور جو شخص کہ ساتھ اپنے نکاح کرتا ہے وہ اصیل ہے اور جو اُسکے اذن سے اُسکا نکاح کرتا ہے وہ وکیل ہے اور جو دو فضولیون نے مرد اور عورت دونون کا بغیر اذن اُن کے نکاح کر دیا تو جائز ہوگا لیکن اذن پر اُن کے موقوف رہے گا پس بحالت اقبال صحیح و بحالت انکار باطل اور جو فضولی نہو کسی طرف سے وہ مالک ہو جاتا ہے ایک شخص دونون جانب ایجاب قبول کا پس اُن دونون کی زبان سے کہنے کی حاجت نہین رہتی اور اسکی کئی صورتین ہین ایک یہ کہ اصیل اور ولی دونون ہو دوسرے یہ کہ اصیل اور وکیل دونون ہون تیسرے یہ کہ دونون طرف سے ولی ہو اور چوتھے یہ کہ دونون طرف سے وکیل ہو پانچوین یہ کہ ایک طرف سے ولی اور دوسری طرف سے وکیل ہو اور جو فضولی اور اصیل ہو تو جائز نہین کہ ایک شخص مالک ہو جاوے دونون طرف واسطے ایجاب و قبول کے یا ولی ہو ایک طرف سے اور فضولی ہو دوسری طرف سے یا وکیل ہو ایک طرف سے اور فضولی ہو دوسری طرف سے یا فضولی ہو دونون طرف سے اگر کسی نے کسی سے حکم کیا کہ تو نکاح کر دے میرا کسی عورت سے اور اُس نے نکاح کر دیا کسی کی لونڈی سے تو نکاح صحیح ہو جاویگا اس واسطے کہ اُس نے لفظ عورت کی مطلقاً کہی تھی قید حرہ کی نہین لگائی تھی اور اگر کسی نے کسی سے حکم کیا کہ واسطے میرے ایک عورت نکاح مین لا دے اور اُس نے

نکاح کردیا اُس کا ایک عقد مین دو عورتون سے تو دونون جائز نہین اور اگر نکاح کردیا
دو عورتون سے دو عقدون مین تو پہلا درست ہے اور دوسرا نہین

فصل چھٹوین نکاح ذمی کے بیان مین

اگر ذمی نے ذمیہ سے یا حربی نے حربیہ سے دار الحرب مین بغیر مہر کے یا بدلے مردے کے
نکاح کیا اور بیوی سے وطی کی یا قبل وطی کے اُسکو طلاق دیدی یا مر گیا تو کچھ مہر
واجب الادا نہوگا نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے اسواسطے کہ ذمی احکام دیانات مین
مثل نماز روزہ کے پابند نہین اور اسی طرح معاملات مین بھی خلاف اعتقاد کے مثلث
مثلاً شراب اور سور کا بیچنا اُن کے مذہب مین جائز ہے پس مسلمان کو چاہیے کہ اُن کو
چھوڑ دیوین اور مسائل سے اُن کے معترض نہووین بخلاف زنا کے کہ یہ سب دینون
مین حرام ہی اور سود بھی نزدیک اُنکے حرام ہے اور اگر شراب یا سور معین پر نکاح
کیا بعد ازان میان بیوی دونون مسلمان ہو گئے یا ایک نے اسلام قبول کیا تو عورت
کو جو معین تھا وہی ملیگا دردصورتیکہ کسی کو معین نکیا تو قیمت شراب کی لازم آویگی
درانحالیکہ شراب ٹھہری ہوگی اور سور کی صورت مین مہر مثل لازم آوے گا واللہ علم

فصل ساتوین نکاح غلام اور کافر کے بیانمین

غلام اور لونڈی کا نکاح بدون اذن اُن کے مولی کے جائز نہین نزدیک امام ابی حنیفہ
کے جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اگر غلام بغیر اذن اپنے سید کے نکاح کریگا تو وہ زانی ہی اور
یہی حکم ہی مکاتب و مدبر وام ولد کا اگر مالک اجازت دیگا تو نکاح ہوجاویگا اور اگر رد کریگا
تو باطل ہوجاوے گا اور غلام مہر کے قرضے مین فروخت کیا جاوے گا و مدبر و مکاتب
نہ کیا جاوے گا بلکہ سعی کر کے ہر واحد ادا کرے گا اگر بطلب اذن مولی غلام سے بیک

کہ طلاق رجعی دیدے تو اجازت ہو جاوے گی اور اگر اسی قدر کہا کہ طلاق دیدے تو اجازت نہو گی اگر مولیٰ نے اپنی لونڈی کا نکاح کسی شخص سے کر دیا تو وہ لونڈی اُس شخص کی ملک سے نہ نکلے گی اور جائز ہے کہ وہ لونڈی اپنے مولیٰ کی خدمت کرے اور خاوند جب وقت پاوے تو اُس سے وطی کر لیوے اور مولیٰ پر بیتوتت واجب نہین بلکہ ایک مکان خاص اُسکے لیے معین کر دیوے کہ آمد و رفت اُس کے شوہر کی اُس مین رہے اور خدمت اُس سے طلب نہ کرے اور خاوند پر نفقہ اُس لونڈی کا واجب نہوگا تا وقتیکہ مولیٰ بیتوتت نہ کرے اور اگر مولیٰ نے بیتوتت کی اور پھر اُس سے رجوع کر لیا تو صحیح ہوگا اور خاوند سے نفقہ ساقط ہو جاوے گا اور اگر وہ لونڈی بغیر طلب مالک کے اُسکی خدمت کرے اور بیتوتت ہو وے تو نفقہ خاوند سے ساقط نہ ہوگا اور لونڈی کا خاوند اپنے سید کے اذن سے اُس سے عزل کرے اور اپنی لونڈی مین بغیر اذن اُسکے عزل جائز ہے اور آزاد عورت سے بغیر اُسکے اذن کے جائز نہین لیکن بعض حدیث سے رخصت ثابت ہے اور بعض سے کراہت مگر ترک اولیٰ ہے اور جو لونڈی یا مکاتب عورت کسی غلام یا آزاد کے نکاح مین ہو وے اور وہ آزاد ہو جاوے تو اُسکو اختیار ہے اپنی بضع کی مالک ہے بخلاف امام شافعیؒ کے کہ نزدیک اُنکے اگر خاوند اُسکا آزاد ہے تو اختیار اُسکو نہوگا اور اسی طرح نزدیک امام مالکؒ و امام احمدؒ کے بھی ہے اور اگر کافر نے کافرہ سے بغیر گواہون کے نکاح کیا یا دوسرے کافر کی عدت مین اور پھر اسلام لائے تو نکاح اپنے حال پر باقی رہے گا اور اگر نکاح کیا کافر نے کافرہ محرم سے بعدہ اسلام لائے تو درمیان مین اُن کے تفریق کرا دی جاوے گی اسواسطے کہ علماے امت

بیتوتت اُس کو ... مولیٰ لونڈی ... درمیان ۱۲

اسپر اتفاق کیا اور حدیث مین ہے کہ آپ نے فیروز دیلمی رض کو حکم طلاق کا دیا تھا جب
وہ اسلام لائے تھے کیونکہ اُنکے نکاح مین دو بہنین تھین اور لڑکا مسلمان ہوگا اگر کوئی
اُسکے ماں وباپ سے مسلمان ہوا اسواسطے کہ لڑکا تابع ہوتا ہے اُسکے کہ جو ماں باپ
مین سے از روے دین کے بہتر ہو اور اگر لڑکا مجوسی وکتابی کے درمیان مین ہے
تو کتابی کا تابع ہوگا اسواسطے کہ کتابی بہتر ہے مجوسی سے اور اگر شوہر عورت مجوسیہ کا یا
عورت کافر کی اسلام لاوے تو قاضی دوسرے پر اسلام کو پیش کرے اگر وہ بھی اسلام
لاوے تو نکاح پہلا ثابت رہے گا اور اگر اسلام نہ لاوے تو تفریق کرادیوے پس اگر
قاضی خاوند پر اسلام پیش کررہا ہے تو یہ تفریق طلاق بائن کے شمار مین ہوگی اور اگر
اگر عورت پر پیش کررہا ہے تو یہ تفریق طلاق نہ ہوگی اسواسطے کہ طلاق منجانب عورت
نہین ہوتی اور اگر خاوند مسلمان ہوگیا اور عورت مسلمان نہ ہوئی[1] تو خاوند پر بصورت
عدم وطی کچھ لازم نہ ہوگا حتی کہ نصف مہر بھی دینا پڑے گا اور برعکس اُس کے اگر وطی
نہین کی تو نصف مہر لازم ہوگا اسواسطے کہ یہ طلاق قبل وطی کے ہے وبصورت وطی
کل مہر لازم ہوگا اور اگر دار الحرب مین میاں وبیوی دونوں اسلام لائے تو جبتک عورت
کو تین حیض نہ گذر جاوینگے تب تک فرقت نہوگی اور اگر شوہر کتابیہ کا مسلمان ہوگیا تو
بیوی اپنے میاں کی رہیگی ہاں اگر ان مین سے کوئی دار الحرب سے دار الاسلام مین
آیا تو فرقت ہوجاویگی اگرچہ مقید ہوکر آوے اُس وقت مین عورت پر عدت لازم
نہوگی وبحالت حمل تا وضع حمل وطی موقوف ہوگی جیساکہ غزوۂ اوطاس مین حضرت نے
دربارۂ حاملہ عورتوں کے کہ جو مقید ہوئی تھین فرمایا کہ تا وضع حمل وطی نہ کی جاوین اور
اگر میاں یا بیوی کوئی اُن مین سے نعوذ باللہ مرتد ہوگیا تو بلا حکم قاضی کے جلد نکاح فسخ
ہوجاوے گا پس بصورت وطی کل مہر لازم ہے وبصورت عدم وطی اگر شوہر مرتد ہوگیا

[1] یعنے اگر عورت مسلمان ہوگئی اور خاوند مسلمان نہوا ۱۲

تو نصف مہر ہے اور بصورت ارتداد عورت خاوند پر کچھ نہین اور اگر دونون ساتھ ہی مرتد ہوگئے اور پھر ساتھ ہی اسلام لائے تو نکاح باقی رہے گا بحالت تاخیر ایک دوسرے کے فاسد ہو جاوے گا واللہ اعلم

فصل آٹھوین قسمت کے بیان مین

واجب ہے مرد پر کہ درمیان اپنی بیویون آزاد کے درباب قسمت ہر چیز کے عدل کرے خواہ وے سب بکر ہون خواہ ثیب خواہ نصف بکر ہون اور نصف ثیب خواہ وے نئی ہون خواہ پرانی اسمین سب برابر ہین نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے اور ایمہ ثلثہ کے نزدیک اگر نئی عورت بکر ہے تو سات راتین برابر پاس اُسکے رہے اور اگر ثیب ہے تو تین راتین بعدہ قسمت کرے جیساکہ صحیحین مین ہے اور مسلمہ و کتابیہ بھی ایسی ہی ہین اور لونڈی و مکاتبہ و مدبرہ و ام ولد کو قسمت مین نصف حرہ کا ہے جیساکہ حدیث مین آزاد عورت کے واسطے دو دن اور لونڈی کے واسطے ایک دن اور دوسری حدیث مین ہے کہ اگر حرہ لونڈی پر نکاح کیجاوے تو حرہ کے لیے دو ثلث ہین اور لونڈی کے لیے ایک ثلث اور سفر مین جس عورت کو چاہے لیجاوے اس مین حق قسمت عورتون کے لیے کچھ نہین ہے نزدیک امام ابی حنیفہ کے اور امام شافعی رح و امام احمد رح کے نزدیک جائز نہین کہ لیجاوے کسی عورت کو سفر مین مگر اور عورتون کی رضا سے اور قرعہ واجب نہین بلکہ مستحب ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ارادہ سفر کا کرتے تو اپنی بیبیون مین قرعہ ڈالتے جس کا حصہ نکلتا اُسکو ساتھ لیجاتے اور اگر کوئی عورت حصہ اپنا اپنی سوکن کو راضی ہوکر دیدے تو درست ہے اور پھر اُس سے لوٹ جاوے تو بھی درست ہے اسواسطے کہ حق اُس کا ہے

فصل نوین رضاعت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ مدت رضاعت نزدیک امام ابی حنیفہؒ کے دو برس چھ مہینے ہین اور بعد اس مدت کے رضاعت ثابت نہین جیسا کہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نہین ہے رضاع مگر جو دو برس کے اندر ہووے حالت صغر مین اور فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہین ہے رضاع بعد دودھ چھڑانے کے اور نہین ہے یتیمی بعد جوان مضبوط ہونیکے یا بعد احتلام کے اور فرمایا آپ نے کہ نہین حرام کرتی رضاعت مگر وہ کہ چیرے انت کو اور ہووے پہلے دودھ چھڑانے کے اور فرمایا آپ نے کہ نہین ہے رضاع مگر وہ کہ پھیلا دے ہڈی کو اور پیدا کرے گوشت کو اور صاحبینؒ کے نزدیک مدت رضاعت دو برس ہے دلیل انکی قول اللہ تعالیٰ ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اسواسطے کہ کم مدت حمل کی چھ مہینے ہین تو فصال کے لیے دو برس رہے اور قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے لَا رِضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ جیسا کہ کہا صاحب ہدایہ نے اور امام زفرؒ کے نزدیک مدت رضاعت تین برس ہے پس جو کہ مدت رضاعت مین بہت یا تھوڑا دودھ پیویگا اگرچہ ایک بار بھی چوسے تو رضاع ثابت ہوجاویگی نزدیک امام ابی حنیفہؒ کے اور نزدیک امام شافعیؒ کے پانچ مرتبے چوسنے سے حرمت رضاع ثابت ہوگی جیسا کہ حدیث مین ہے لَا تُحَرِّمُ الْاِمْلَاجَةُ وَلَا الْاِمْلَاجَتَانِ اور دلیل صاحب ہدایہ کی آیت قرآن مجید مین ہے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ کسواسطے کہ یہ عام ہے قلیل و کثیر دونون کو شامل ہے اور حدیث شریف یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

اور حمل اس کا اور دودھ چھڑانا اس کا تیس مہینہ ۱۲ منہ
نہین ہے رضاعت بعد دو برس کے ۱۲ منہ
حرام کرتا ہے ایک دو بار چوسنا ۱۲
حرام ہوئین تم پر مائین تمھاری جنہون نے دودھ پلایا تم کو اور بہنین تمھاری رضاعت سے ۱۲ منہ
حرام ہوتا ہے رضاع سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے ۱۲

بھی ہے اور یہی مروی ہے ابن عباس رض سے کہ وہ فرماتے تھے کہ جو ہووے دو سال کے
اندر اگرچہ ایک بار چوسے تو وہ حرام کر دیتا ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو پہونچا کہ ابن زبیر
اثر بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رض سے تحقیق کہ نہیں حرام کرتی ہے رضاعت جب تک سات بار
نہ چوسے تو کہا عبداللہ بن عمر رض نے قول اللہ تعالیٰ کا بہتر ہے قول حضرت عائشہ رض سے اور نہیں
ذکر کیا ایک بار یا زیادہ چوسنے کو فقط جس عورت نے جس لڑکے کو دودھ پلایا ہے وہ اسکی
ماں ہوگی اور شوہر اسکا باپ ہوگا - مگر بہن نسبی کی ماں رضاعی یا بھائی نسبی کی ماں رضاعی
یا بھائی و بہن رضاعی کی ماں نسبی یا بھائی و بہن رضاعی کی ماں رضاعی حرام نہیں اور
اسی طرح اپنے بیٹے کی رضاعی بہن حرام نہیں اور نسبی حرام ہے کسواسطے کہ بیٹے کی
بہن نسبتی یا اپنی بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی پس یہ دونوں حرام ہیں اور رضاع میں ایسا نہیں
اور حرام نہیں اپنے بیٹے کی جدہ رضاعی اور نسبی حرام ہے کسواسطے کہ وہ یا اپنی ماں
ہوگی یا اپنی عورت موطوءہ کی ماں اور یہ دونوں حرام ہیں اور رضاع میں ایسا نہیں اور
حرام نہیں مادر رضاعی اپنے چچا اور پھوپھی کی اور اپنی ماں اور خالہ کی مرد کے لیے
اور عورت کے لیے حرام نہیں اپنی بیٹی رضاعی کا بھائی اور رضیع پر مرضعہ اور
اولاد اسکی اور شوہر اسکا اور سب قوم دونوں کی حرام ہیں اور مرضعہ پر فقط شیرخوار کا
شوہر اگر وہ عورت ہے اور مرضعہ کے شوہر پر شیرخوار کی بیوی اگر وہ مرد ہے اور اولاد
اُس کی حرام ہے اور مرد کو اپنے بھائی رضاعی کی بہن سے نکاح جائز ہے جیسا
کہ اپنے بھائی نسبی کی بہن مثلث مثلاً کسی شخص کا بھائی علاتی ہے اور اُس کی ایک
بہن اخیافی ہے تو اُس شخص کا نکاح اُس سے ہو سکتا ہے اور اگر اسکی بہن حقیقی ہے
یا علاتی تو اسکو درست نہیں اور اگر لڑکا و لڑکی دونوں نے مدت رضاعت میں ساتھ ہی

دودھ پیا تو حرمت رضاع ثابت ہوجاویگی اور وہ دونون بھائی وبہن ہوجادین گے اور
اگر دونون نے آپس مین کسی بکری یا گائے یا اونٹنی کا دودھ پیا تو بھائی بہن نہون گے اور
صورت اختلاط شیر عورت د بکری وغیرہ کے اگر شیر عورت غالب ہے تو حرمت رضاع
ثابت ہوجاوے گی ورنہ نہین اور اسی طرح شیر عورت عورت دوسری سے ملگیا
تو بھی جسکا غالب ہوگا اسی سے حرمت رضاع ثابت ہوجاوے گی وبحالت سویت
دونون سے ثابت ہوگی اور اگر شیر عورت کھانے مین ملاکر کھایا اگرچہ غالب ہو لیکن حرمت
رضاع نہوگی نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے اور صاحبین رح کے نزدیک اگر غالب ہوگا
تو ہوجاوے گی ورنہ نہین جیساکہ ہدایہ مین ہے اور اگر پستان مرد سے دودھ نکلا یا مدت
رضاعت مین شیر عورت سے کسی کو حقنہ دیا گیا تو حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی اگر
پستان عورت بکر یا پستان عورت مردہ سے دودھ نکلا اور کسی نے پی لیا تو حرمت
رضاع ثابت ہوجاوے گی اور اگر کسی نے عورت مسنہ اور عورت شیر خوارہ سے
نکاح کیا اور عورت مسنہ نے سوکن شیر خوارہ کو دودھ اپنا یعنی جوان پلادیا تو خاوند پر دونون
حرام ہوجاویگی اسواسطے کہ جمع کرنا عورت کا اور اسکی رضاعی بیٹی کا درست نہین
ہے اور عتابیہ مین ہے کہ عورت مسنہ تمام عمر حرام ہے اور شیر خوارہ بھی درانحالیکہ
عورت مسنہ سے وطی کیا ہے ودر صورت عدم وطی شیر خوارہ سے پھر نکاح کرے
پس اگر عورت مسنہ سے وطی نہین کی تو اُس کو مہر سے کچھ نہ ملے گا اور اگر کیا ہے تو
کل ملیگا اور شیر خوارہ کو نصف ملیگا اور اس نصف کو مرضعہ سے شوہر واپس کریوے
اگر عمداً افساد کے لیے پلایا تھا اور اگر باعث بھوک کے پلایا ہے تو نہ پھیرے اور
رضاع ثابت نہین ہوتا مگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے اور
دودھ پلانا عورت حاملہ کا لڑکے کے لیے اچھا نہین کیونکہ باعث خراب ہونے تاثیر
دودھ کے لڑکے کو نقصان وضرر پہونچتا ہے جیساکہ حدیث مین ہے قال رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم قد اردت ان انھیٰ عن الغیال فانا فارس والروم یغلیون فلا یقتلون اولادھم پس مضمون حدیث سے معلوم ہوا کہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہین کسواسطے کہ عورتین فارس وروم کی حالت حمل مین اپنے بچون کو دودھ پلاتی ہین اور اُن کو ضرر نہین کرتا اسواسطے حضرت نے منع نہین فرمایا اور جماع کرنا حالت حمل مین اپنی عورت سے منع نہین تاوقتیکہ اُسکو تکلیف نہو اور اسی طرح حالت رضاعت مین بھی اگر نقصان دودھ کا نہو بلکہ مقولۂ زنان یہ ہے کہ حالت رضاعت مین جماع کرنے سے دودھ کو ترقی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

فصل دسوین حضانت کے بیان مین
یعنی پرورش ۱۲

جاننا چاہیے کہ پرورش طفل صغیر کے واسطے حقدار پہلے مان ہے بعدہ نانی بعدہ دادی بعدہ بہن حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی بعدہ خالہ حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی بعدہ پھوپھی حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی درانحالیکہ یہ سب عورتین آزاد ہووین کسواسطے کہ لونڈی اور ام ولد کو حق تربیت اپنے لڑکے کا حاصل نہین اور ذمیہ کو حق پرورش طفل مسلمان کا حاصل نہین تاوقتیکہ وہ دین کو نہ پہچانے یا نفرت کفر سے نہ پکڑے توان دونون صورتون مین مان سے چھین لیا جاوے گا اور جس عورت نے نکاح کر لیا غیر محرم سے طفل کے تو پرورش کا حق اُس کے جاتا رہا اور اگر محرم سے نکاح کیا جیسے اُسکی مان نے نکاح کیا لڑکے کے چچا سے یا اُسکی دادی نے دادا سے تو یہ حق باطل نہوگا اور اگر نکاح جو غیر محرم سے کیا تھا ساقط ہو گیا تو پھر حق اُسکا لوٹ آوے گا اور اگر کوئی عورت مان اور

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق ارادہ کرتا ہون مین کہ باز رکھون مین غیل سے پس ناگاہ فارس وروم غیل کرتے من پس نہین قتل کرتے اولاد اپنی غیل بالفتح شیر دادن زن آبستن یعنی در ہنگام جماع یا ہنگام آبستنی بہ طفل دہد وآن بغایت مضرت در حق طفل ۱۲ منتخب ۱۲ ۱۲

باپ کی طرف سے موجود ہو وے تو علی الترتیب حق پرورش عصبات کو ہے یعنے پہلے
باپ پھر دادا پھر بھائی حقیقی پھر علاتی پھر بھتیجا حقیقی پھر بھتیجا علاتی اسیطرح نیچے
تک اُنکی اولاد سے پھر چچا پھر چچا کے بیٹے لیکن صغیرہ کو ساتھ عصبہ غیر محرم کے مثل
مولیٰ عتاقہ[1] یا چچا کی بیٹی کے نہ دینگے اور صغیرہ کو دینگے اور جب صغیرہ کا کوئی عصبہ
ہو تو اخیافی بھائی کو دینگے پھر اُس کے بیٹے کو پھر باپ کے اخیافی بھائی کو پھر اُس کے
بیٹے کو پھر ماں کے حقیقی بھائی کو پھر علاتی کو پھر اخیافی کو اسواسطے کہ اُن لوگون کو بھی
نکاح مین ولایت ہے نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے جیسا کہ کافی و کفایہ مین ہے اور اگر
چند مستحق پرورش کے ایک ہی درجے مین ہون تو جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہوگا
پھر جو زیادہ عمر والا ہوگا اُس کو دینگے جیسا کہ جامع الرموز مین ہے اور فاسق حیلہ جو
کو نہ دینگے اور لڑکے کو نزدیک امام اعظم رح کے اختیار نہین بخلاف امام
شافعی رح کے کہ نزدیک اُن کے اختیار ہے اور ماں و نانی حقدار ہین پرورش مین
لڑکے کے باندازہ حضانت سات برس تک حتیٰ کہ اکیلا کھاوے و پہنے و استنجا
کرے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ حلبی مین ہے اور پرورش لڑکی کی اُسوقت تک
ہے کہ حیض لاوے بلکہ بروایت امام محمد رح یہان تک کہ شہوت دار ہووے اور واسطے
فساد زمانہ کے یہی معتبر ہے اور عورت مطلقہ کو جائز نہین ہے کہ بعد عدت کے اپنے
لڑکے کو کہین سفر مین لیجاوے مگر لیجانا اپنے وطن اصلی مین جہان اُسکا نکاح ہوا تھا کچھ
مضائقہ نہین ہے اور یہ اختیار صرف ماں کو ہے دوسرے کو درست نہین اگرچہ نزدیک ہو واللہ اعلم

فصل گیارھوین نفقہ کے بیان مین

نفقہ و لباس و مسکن عورت کے لیے مسلمہ ہو یا کافرہ کبیرہ ہو یا صغیرہ ایسی کہ وطی کیجاتی ہو

[1] مولیٰ عتاقہ کہتے ہین آزاد کرنے والے کو ۱۲

تو واجب ہے مرد پر اگرچہ صغیر ہو کہ وطی پر قادر نہ ہو جیسا کہ قرآن مین ہے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ
رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور اگر باعث صغر سنی کے وطی نہیں جاتی ہو یا اور کوئی
سبب مانع ہو تو نفقہ واجب نہین ہے اور نفقہ مین اعتبار حال طرفین کا ہے اگر دونون
غنی ہین تو نفقہ غنا کا دیوے اور اگر دونون مفلس ہین تو نفقہ مفلسی کا پاوے اور در صورتیکہ
شوہر غنی ہے اور بیوی تنگدست تو برتاؤ اوسط کا کرے موافق مذہب امام ابوحنیفہ رح کے اور
نزدیک امام شافعی رح کے سب حالتون مین اعتبار شوہر کا ہے اور اگر بیوی اپنے مائکہ
مین ہو یا نجانہ میان تو نفقہ میان پر واجب ہے اور اگر باوجود طلب کے از راہ شرارت
مائکہ سے آتی نہ ہو تو واجب نہین اور اگر حق پر نکلی یعنی مہر معجل اپنا طلب کرتی ہو یعنی وطی
سے مانع ہوتی ہو تو بھی نفقہ اسکا ذمہ مرد کے قائم رہے گا کسواسطے کہ مرد کو ممکن ہے کہ
بغیر رضامندی عورت کے جبرا وطی کرے اور اگر بیوی کسی قرضے مین قید ہو گئی یا کوئی
غصب کرکے لیگیا یا بغیر اجازت شوہر کے حج کو چلی گئی تو نفقہ مرد کے ذمہ سے ساقط
ہو جاوے گا اور اگر اپنے مرد کے ساتھ گئی تو نفقہ حضر کا ملے گا نہ سفر کا اور اگر شوہر مالدار
ہے تو نفقہ ایک خادم کا زوجہ کے لیے اُس پر واجب ہے موافق مذہب طرفین کے
اور اسی پر فتویٰ ہے اور نزدیک امام ابی یوسف رح کے دو خادمون کا نفقہ واجب ہے
ایک امور خانگی کا دوسرا امور خارجی کا اور اگر شوہر مفلس ہے تو نفقہ اسپر واجب
نہین لیکن نزدیک امام محمد رح کے بحالت مفلسی بھی نفقہ ایک خادم کا واجب ہے
پس دونون صورتون مین پہلا صحیح و مفتی بہ ہے جیسا کہ ہدایہ مین ہے اور اگر شوہر نفقہ دینے
سے عاجز ہو تو درمیان اُنکے تفریق نہ کرائی جاوے گی بلکہ مرد کے اوپر قرض لیکر کھاوے
جب شوہر مالدار ہو جاوے تب ادا کر دیوے لیکن امام شافعی کے نزدیک تفریق کرا دیجاوے

ل عورتون کے لیے کھانا ہے اور [illegible] ۱۲
[illegible] موافق [illegible] ۱۲

[illegible] ۱۲

اور اگر قاضی نے بحالت تنگدستی شوہر کے عورت کے لیے نفقہ قرض لیا بعدہٗ شوہر اُس کے
غنی ہوگیا اور عورت نے طلب کیا تو شوہر نفقہ غنا کا دیوے اور اگر شوہر نے اپنی بیوی
کو مدت تک نفقہ نہین دیا تو اُن ایام ماضیہ کا نفقہ ساقط ہوجاوے گا مگر یہ کہ قاضی نے
اُسکے لیے نفقہ معین کیا ہو یا وے دونون آپس مین کسی چیز پر راضی ہو گئے ہون تو
ان صورتون مین اُن ایام گذشتہ کا بھی نفقہ دلایا جاوے گا جب تک وے دونون زندہ
رہین پس اگر کوئی اُن مین سے مرگیا یا شوہر نے بیوی کو طلاق دیدی تو ساقط ہوجاوے گا
مگر جب کہ عورت نے حکم قاضی سے قرض لیا ہو تو وہ موت اور طلاق سے ساقط نہ ہوگا اور
امام شافعی رح کے نزدیک ہرگز ساقط نہ ہوگا بلکہ مرد پر دین ہوجاوے گا اور اگر شوہر نے
پہلے سے پیشگی چھ مہینے کا نفقہ دیدیا اور بعد ایک مہینے کے کوئی اُن دونون مین سے
مرگیا تو اب باقی نفقہ بیوی سے پھیرا نہ جاوے گا نزدیک شیخین رح کے اور نزدیک امام محمد رح
و شافعی رح کے حساب کرکے ایک مہینے کا نفقہ عورت کے پاس رہیگا اور پانچ مہینے کا
پھیر لیا جاوے گا اور فتوی قول شیخین رح پر ہے اور اگر غلام نے باذن مولی کسی عورت سے
نکاح کیا اور قاضی نے اُسپر ہزار درم نفقہ قرض کیا چونکہ قیمت اُسکی پانسو درم ہے اور
اسی قدر کو فروخت کیا گیا اور مشتری کو علم ہے کہ دین نفقے کا اوپر اُسکے ہے تو پھر بیچا جاوے گا
و در صورت عدم دین نفقہ دوسری طرح کا دین ہے تو ایک ہی مرتبہ بیع کیا جاوے گا
بقیہ دین اُس کی حریت پر موقوف رہیگا اور مرد پر واجب ہے کہ ایک جدا گھر مین
عورت کو رکھے در آنحالیکہ چھوٹا ہو اور اُس مین کوئی اہل شوہر سے ساکن نہو اور
طفل ربیب بھی نرہے مگر جب کہ عورت شوہر کے اہل کے ساتھ رہنے پر راضی ہوجاوے
اور اگر گھر بڑا ہے اور اُسمین کئی قطعے ہین تو بھی ایسا قطعہ چاہیے کہ زنجیر اور قفل اُسکا
علحدہ ہو اور شوہر کو ممکن ہے کہ والدین زوجہ اور اُسکے لڑکے کو کہ جو اس شوہر سے
نہووے گھر مین نہ آنے دیوے اور نہین جائز ہے کہ اُن کو دیکھنے یا بات کرنے سے

عورت کے منع کرے اور بقول بعض جائز نہین کہ عورت کو والدین کے پاس جانے سے
یا والدین کو اُس کے پاس آنیسے ہفتے مین ایک بار منع کرے اور دوسرے محرمون کی
زیارت سے سال بھر مین ایک بار یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جیساکہ ہدایہ
وخانیہ مین ہے اور جس عورت کا شوہر غائب ہو تو قاضی نفقہ اُس کی عورت اور
ماں باپ اور اولاد چھوٹی کا اُسکے مال سے معین کر دے جو اُنکے حق کی جنس سے
ہے اور جو حق کی جنس سے نہو جیسے مکان وزمین وآلات وغیرہ وسے فروخت نہ کیے
جاوین گے جو مال کہ نزدیک مودع[1] یا مضارب یا مدیون کے واقع ہین اور دوسرے
لوگ اس مال کا اقرار کرتے ہین اور قاضی زوجہ ہونے کو جانتا ہے پس قاضی کو چاہیے
کہ عورت سے ضامن لے لیوے اور اُس کو اس بات پر حلف دلاوے کہ شوہر غائب
نے اُسکو نفقہ نہین دیا ہے پس اگر وے لوگ مقر نکاح کے نہون اور قاضی بھی نہ جانتا
ہو اور زوجہ اپنے نکاح پر گواہ لاوے تو قاضی نفقے کو اُسپر فرض نہ کرے اور حکم
نکاح کا بھی نہ دیوے اسواسطے کہ غائب پر حکم جائز نہین لیکن نزدیک امام زفر رح کے
نفقہ اُسپر فرض کردے مگر نکاح کا حکم نہ کرے اس زمانے مین بغرض حاجت ضروری
آدمیون کے قاضی تعمیل مذہب امام زفر رح کی کرتا ہے جیساکہ محیط مین لکھا ہے اور جو
عورت کہ عدت موت مین ہووے یا بسبب معصیت مرتد ہونیکے تفریق کرائی جاوے
یا بیٹا شوہر کا بوسہ لیوے تو نفقہ اُسکا واجب نہین اور نفقہ اولاد صغار کا اُس کے باپ
پر ہے در اسنحالیکہ وے مفلس ہون اور اگر غنی ہون تو نفقہ اُن کے مال سے ہوگا اور اگر
لڑکا شیر خوار ہے تو دودھ پلانے کو ماں پر جبر نہ کرے جیساکہ قرآن مجید مین ہے ولا تضار[2]
والدۃ بولدہا مگر اُسوقت کہ سوائے اُسکے اور کوئی مرضعہ نہ ملے یا رضیع کسی اور کا دودھ

---

[1] مودع وہ ہے جسکے پاس مال امانت کا ہو اور مضارب وہ کہ جسکو مال دیا ہو نفع کی شرکت پر اور مدیون قرضدار کو کہتے ہین ۱۲

[2] نہ ضرر دیجاوے کسی والدہ کو بچہ کے سبب ۱۲

عـه اور نفقہ دلادیگا اُس مال سے ۱۲

نہ پیے یا شوہر اُجرت دینے مرضعہ پر قادر نہو تو جب حفاظت لڑکے کے لیے مان پر جبر کرے اور نفقہ صبیہ بالغہ کا کہ جو بے شوہر کے ہے اور پسر بالغ کا کہ جو کسب پر قادر نہو سب باپ پر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور بروایت خصافؒ وحسنؒ دو ثلث باپ پر ہے اور ایک ثلث مان پر درآنحالیکہ مالدار نہو دین اور اگر ہووین تو اُنکے مال سے نفقہ انکا ہوگا اور جسپر صدقہ فطر کا واجب ہے اُسپر نفقہ لازم ہے مانند اپنے اصول کے کہ جو محتاج ہووین اور کسب پر قادر نہون جیسا کہ قرآن مین ہے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا[لہ] پس یہ آیت مان باپ کافر کے حق مین نازل ہوئی ہے مسلمان[لے] کے حق مین نہین اور اولاد کو سزاوار نہین کہ خود عیش کرے اور مان باپ کو تکلیف دیوے حتیٰ کہ بھوک پیاس سے مرجاوین اور جسکے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے تو نفقہ اُس کا نصف نصف دونون پر ہے یا جسکے ایک پوتا اور ایک بیٹی ہے تو کل نفقہ اُسکا بیٹی پر ہے اسواسطے کہ بہ نسبت پوتے کے وہ قریب ہے یا جسکے ایک نواسہ اور ایک بھائی ہے تو کل نفقہ اُسکا نواسے پر ہے اور واجب ہے نفقہ ذو رحم محرم کا درآنحالیکہ مرد صغیر وفقیر ہو یا مرد بالغ بے دست و پا اندھا ہووے مالک نصاب پر جو صلاحیت وراثت کی رکھتا ہو بقدر میراث کے اور جسکے ایک ماموں اور ایک چچازاد بھائی ہے تو نفقہ اُسکا ماموں پر ہے یا جسکی تین بہنین حقیقی وعلاتی واخیافی ہین تو تین خمس اُسکے نفقے کا حقیقی بہن پر ہے اور ایک خمس دوسری بہنوں پر اور نہین ہے نفقہ باوجود اختلاف دین کے بگرزوجہ کو اگرچہ غنی ہو اور اصول وفروع کو درآنحالیکہ فقیر ہون اور جائز ہے باپ کو کہ مال اپنے پسر غائب کا خاص اپنے نفقہ کے لیے بیچڈالے لیکن بیچنا زمین کا جائز نہین اور مان کو نفقہ وغیرہ مین ہرگز جائز نہین اسواسطے کہ تملک مال پسر باپ کو مخصوص ہے اور مان کو نہین جیسا کہ حدیث مین ہے اور اگر کسی غائب کا مال کسی کے پاس امانت ہو اور وہ بدون حکم قاضی کے غائب کے

لہ اور بسر کر دو والدین کے ساتھ دنیا مین موافق دستور کے ۱۲ لے پس مسلمان والدین کا نفقہ ضرور واجب ہوگا ۱۲

ماں باپ پر خرچ کرے تو وہ ضامن ہوگا اور اگر مال پسر پاس پدر و مادر امانت ہو تو بحالت خرچ اُن کے ضمان لازم نہ آوے گا اور اگر قاضی نے واسطے زوجہ کے حکم نفقے کا دیا اور ایک مہینے یا زیادہ مدت تک اُسکو نہ پہونچا تو بقدر اس کے نفقہ ساقط ہوجاوے گا وور صورت انقضاے کم مدت کے ساقط نہوگا لیکن اگر قاضی نے غائب کے نام پر اُس کو قرض لینے کا حکم کیا اور اُسنے قرض لیکر اپنے نفقے مین صرف کیا تو وہ مال غائب پر لازم ہوگا ساقط نہوگا اور نفقہ غلام و لونڈی کا اُسکے مولے پر ہے اور اگر مولی نہ دیوے تو وے اپنے کسب سے اپنا نفقہ کرین وور صورت عدم کسب انکی بیع پر مولے جبر کیا جاوے اور حیوانات کے نفقہ نہ دینے مین حکم بیع کا نہ دیا جاوے گا لیکن فی مابینہ وبین اللہ حکم ہوگا اور نزدیک امام ابی یوسفؒ کے اُس حیوان کے بیع کرنے پر مالک جبر کیا جاوے گا جیسا کہ ہدایہ مین ہے واللہ اعلم

فصل بارھوین حقوق کے بیان مین

حق ماں باپ کا اولاد پر یہ ہے کہ جان و مال سے تازیست خدمت و احسان کرے وبعد مرگ دعاے مغفرت سے یاد رکھے جھڑکی نہ دیوے بہت نرمی و عاجزی سے بات کہے گالی نہ دیوے نافرمانی نہ کرے اگرچہ وے حکم کرین کہ عورت و لڑکے و مال سے باہر ہوجا ؤ چونکہ دنیا مین یہی تینون چیزین محبوب زیادہ تر ہین لیکن حق والدین کہ سبب ظاہری وجود دنیوی واقع ہوے ہین حق خدا و رسول سے مقدم نہجانے کیونکہ سب پر حق خدا اور رسول کا مقدم ہے جیسا کہ قرآن و حدیث مین ہے قال اللہ تعالی وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ وَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ؕ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًاؕ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل ترفع درجۃ فی الجنۃ
فیقول انی ھذا فیقال باستغفار ولدک لک والوالد اوسط ابواب الجنۃ وان من
اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یا رسول اللہ کیف یلعن الرجل
والدیہ قال یلعن ابا الرجل فیلعن اباہ ویلعن امہ فیلعن امہ اور حق اولاد کا ان
باپ پر یہ ہے کہ پرورش کرین اور عقیقہ و ختنہ کرا دین اور ادب و علم دین سکھلا دین
اور جب بالغ ہووین تو نکاح کر دیوین تا کہ افعال سیئیات سے باز رہین اسواسطے کہ جو
مان باپ سکھلا دین گے وہی لڑکے سیکھین گے جیسا کہ حدیث مین ہے کل مولود
یولد علی فطرۃ الاسلام ثم ابواہ یھودانہ ویمجسانہ وینصرانہ اور حق میان
کا بیوی پر اسقدر ہے کہ اگر سجدہ واسطے غیر خدا کے جائز ہوتا تو عورت کو حکم سجدۂ شوہر کا
ہوتا پس بیوی اطاعت شوہر کی ایسی کرے کہ وہ اُس سے خوش و راضی رہے اور
اگر شوہر کہے کہ سنگہاے کوہ زرد اُٹھا کر کوہ سیاہ مین لے جا اور کوہ سیاہ سے کوہ
سفید مین پہونچا تو عورت ایسا ہی کرے جیسا کہ حدیث مین ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت اٰمر احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء
ان یسجدن لازواجھن و اذا دعی الرجل امرأتہ الی فراشہ فلم تأتہ
فبات غضبان علیھا لعنتھا الملائکۃ حتی تصبح اور حق بیوی کا میان پر یہ کہ جو آپ کھاوے
اور پہنے وہ اُس کو کھلاوے اور پہناوے اور بصورت نشوز نصیحت کرے اور خوابگاہ سے
جدا کر دیوے جیسا کہ قرآن و حدیث مین ہے قال اللہ تعالے واللاتی تخافون
نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اطعموھن

مما تاکلون واکسوھن مما تکسون ولا تضربوھن ولا تقبحوھن
اور حق مولی کا غلام پر یہ کہ اُسکی خدمت سے ہرگز نہ بھاگے اور اگر ارادہ بھاگنے کا کرے تو
پانوٗن مین اُسکے زنجیر ڈالدیوے اور حق غلام کا مولی پر یہ کہ جو آپ کھاوے تو پہلے اُسکو
کھلاوے وپہناوے وبقدر طاقت اُس سے کام لیوے اگر وہ شاق جانے تو خود شریک
ہوجاوے جیسا کہ حضرت بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی خادمہ کے ساتھ چکی پیسنے مین شریک
ہوتی تھین اور باعث خیال شفقت خادمہ دست مبارک کبھی زیر اور کبھی بالا رکھتی
تھین اور حق ہمسایے کا ہمسایے پر یہ کہ رنج وراحت مین ایک دوسرے کا شریک
ہووے اور خلوص محبت کا برتاؤ رکھے اور سوائے احسان ونیکی کے بدی ہرگز نکرے
جیسا کہ قرآن مین ہے والجار ذی القربی والجار الجنب اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو چپ رہے
جیسا کہ حدیث مین ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر
فلیقل خیرا او لیسکت وقال مازال جبرئیل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ

باب دوسرا طلاق کے بیان مین

اسمین بارہ فصلین ہین

فصل پہلی وقوع طلاق کے بیان مین

طلاق واقع ہوتی ہے ہر شوہر عاقل بالغ کی غلام ہو یا آزاد اگرچہ نشہ مین مست و مدہوش ہو
نزدیک امام ابو حنیفہ و امام مالک کے بخلاف امام شافعی کے نزدیک اُنکے حالت نشہ واکراہ مین
طلاق واقع نہین ہوتی اور بعض علماے حنفیہ بھی اسی طرف رجوع کر گئے ہین اور اسیکو اختیار کیا
ہے کرخی وطحاوی نے لیکن قطع نظر اسکے بہت سے آثار صحابہ ہمارے مؤید وارد ہوے ہین کہ انھون
نے اہل اسلام مین طلاق مکرہ کی جائز رکھی ہے اور طلاق لڑکے و مجنون و نائم کی اور سید کی لئے

[illegible]

نہین جائز اور [illegible] کہ ستر آدمی [illegible] تو وہ بھی [illegible] مجنون [illegible] غلام کی بیوی [illegible] کہ مالک نکاح حق غلام کا ہے تو اسقاط اس حق کا

غلام کی بیوی پر واقع نہین ہوتی اور گونگے کے اشارے سے واقع ہوتی ہے پس طلاق عورت
آزاد کی تین تک ہے اور لونڈی کی دو تک اگر عورت لونڈی ہے اور شوہر اسکا غلام یا آزاد ہے
تو شوہر مالک دو طلاق کا ہے اور صورت عورت حرہ و شوہر غلام یا آزاد کے مالک تین طلاق
کا ہے نزدیک امام ابحنیفہ رح کے اور نزدیک امام شافعی رح کے اگر خاوند اسکا حر ہے تو مالک
تین طلاق کا اور اگر غلام خاوند ہے عورت حرہ کا تو مالک دو طلاق کا ہے فی الجملہ طلاق دو قسم ہے
ایک صریح کہ بعینہ لفظ طلاق کی طلاق مین استعمال کیجاوے مثلاً کہے تو طالق ہے یا تو مطلقہ ہے یا
طلاق دی مین نے تجھکو اگر کچھ نیت نہین کی یا نیت طلاق بائن کی کی یا ایک سے زیادہ طلاق کی
تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یا کہے تجھکو طلاق ہے یا تو طالق الطلاق ہے یا تو طالق طلاقاً ہے
اور کچھ نیت نہین کی یا نیت ایک طلاق یا دو طلاق کی کی ہمین بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی
اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہے تو بحالت عورت حرہ کے تین طلاق واقع ہونگی اور لونڈی مین
دو طلاق بمنزلہ تین طلاق کے کہ جو حرہ کے لیے معین ہین اور اگر نسبت طلاق کی طرف تمام عورت
کے کی مثلاً کہا کہ تو طالق ہے یا طرف جزو کے کی کہ وہ بمنزلہ کل کے ہے جیسے کہا کہ سر تیرا یا گردن
تیری یا روح تیری یا بدن تیرا یا منھ تیرا یا فرج تیری طالق ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسواسطے
کہ یہ ایسے الفاظ ہین کہ اُن سے تمام بدن سے تعبیر کیجاتی ہے یا طرف اُس جزو کے کہ جو غیر معین ہے
بدن مین جیسے کہا کہ نصف تیرا یا ثلث تیرا طالق ہے تب بھی طلاق واقع ہوگی اور اگر کہے کہ ہاتھ
تیرا یا پانون تیرا یا پیٹھ یا پیٹ تیرا طالق ہے تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ ان اعضا سے تعبیر
کل بدن کی نہین ہوتی لیکن بعضون کے نزدیک پیٹھ یا پیٹ کی جانب نسبت کرنے سے طلاق
واقع ہوگی یا یہ کہے کہ تجھکو آدھی طلاق ہے یا تہائی طلاق یا ایک طلاق سے دو تک یا ایک اور دو
کے بیچ مین تو ایک طلاق واقع ہوگی یا یہ کہے کہ تجھکو ایک طلاق سے تین طلاق تک یا جو درمیان
مین ایک طلاق کے تین طلاق تک ہے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہے کہ تین نصف ہین ایک
طلاق کے تب بھی دو طلاق واقع ہونگی اور بعضونکے نزدیک تین اور اگر کہے کہ تجھکو ایک طلاق ہے

دو طلاق ہین تو ایک واقع ہوگی نیت ضرب کی کرے یا نکرے اور اگر نیت کی کہ ایک اور دو طلاق ہین تو موطوءہ مین تین طلاق واقع ہونگی اور غیر موطوءہ مین ایک طلاق اور اگر نیت کی ایک طلاق کی ساتھ دو طلاق کے تو تین طلاق واقع ہونگی چاہے وہ عورت موطوءہ ہو یا نہو اور اگر کہے کہ تجھکو دو طلاق ہین دو طلاق مین اور نیت ضرب کی کی تو دو ہی طلاق واقع ہونگی حاصل ضرب چار نہونگی اور اگر کہے کہ تجھکو اس جگہ سے طلاق ہے تا شام تک تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یا کہے کہ تجھکو طلاق ہے مکہ مین یا گھر مین تو بھی ایک طلاق بالفعل واقع ہوگی اور اگر کہے کہ تجھکو طلاق ہے جب تو مکے مین یا گھر مین داخل ہو پس جبتک کہ مکے یا گھر مین داخل نہ ہوگی طلاق واقع نہوگی یا کہے کہ تجھکو طلاق ہے کل یا کل کے دن مین تو جسوقت کل کی فجر ہوگی طلاق واقع ہو جاویگی لیکن دوسری صورت مین اگر نیت عصر کی کی ہے تو نیت صحیح ہو جاویگی اور طلاق عصر کے وقت واقع ہوگی اور اگر کہے کہ تجھکو طلاق ہے آج کل مین یا کل آج مین تو صورت اولی مین آج اور صورت ثانیہ مین کل واقع ہوگی اسواسطے کہ جس لفظ کو پہلے ذکر کریگا اُسی مین طلاق پڑجاویگی اور اگر روز گذشتہ کے اول مین کسی عورت سے نکاح کیا اور آج کے دن سے یہ کہا کہ تجھکو طلاق ہے روز گذشتہ مین تو طلاق ابھی واقع ہو جاویگی یا یہ کہے کہ تجھکو طلاق ہے جبتک کہ مین تجھکو طلاق نہ دون اور چپ رہے تو طلاق پڑجاویگی اور اگر کسی نے دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا اور یہ کہا کہ تجھکو دو طلاق ہین جب تیرا مالک تجھکو آزاد کرے پس مالک نے آزاد کیا تو دو طلاق پڑجاوینگی اور شوہر کو رجوع کرنا جائز ہوگا اسواسطے کہ بعد آزاد ہو جانیکے شوہر مالک تین طلاق کا ہو جاتا ہے اور اگر مولی نے لونڈی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو آزاد ہے اور اگر خاوند نے اُسکے یہ کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تجھکو دو طلاق ہین پس کل کا روز آگیا تو دو طلاق پڑجاوینگی اور خاوند کو رجوع کرنا جائز نہوگا لیکن نزدیک امام محمدؒ کے رجوع کرنا جائز ہے اور سبکے نزدیک عدت اُسکی تین حیض ہونگی دراں حالیکہ وہ حائضہ ہے بحالت آئسہ تین مہینے جسطرح عدت حرہ کی ہے اور اگر شوہر نے عورت سے یہ کہا کہ مین تجھسے جدا ہون ساتھ نیت طلاق کے یا یہ کہا کہ مین تجھپر حرام ہون تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر یہ کہا کہ مین

تیری طرف سے طلاق ہون تو کچھ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق کی کی ہو اور اگر یہ کہا کہ تجھکو ایک طلاق ہے یا نہین یا تجھکو طلاق ہے ساتھ موت میری کے یا تیری موت کے تب بھی کچھ واقع نہوگا اور اگر کوئی میان بیوی مین سے ایک کا مالک ہوگیا یا اُسکے ایک حصہ کا تو بغیر طلاق کے نکاح باطل ہوجاویگا اور اگر میان نے اپنی بیوی کو اُنگلیون کے باطن سے اشارہ کیا تو جتنی اُنگلیان کھڑی ہونگی اتنی ہی طلاق واقع ہونگی اور اگر جانب پشت اُنگلیون سے اشارہ کیا تو جتنی اُنگلیان بند ہونگی اتنی ہی طلاق پڑینگی اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تجھکو طلاق بائن دی مین نے یا یہ کہا کہ اشد الطلاق یا افحش الطلاق یا اخبث الطلاق یا طلاق الشیطان یا طلاق بدعی دی مین نے و یا دی مین نے تجھکو طلاق مانند پہاڑ کے یا مثل ہزار طلاق کے یا گھر بھر کے یا طلاق شدید یا طویل یا عریض تو ان سب صورتون مین ایک طلاق بائن واقع ہوگی لیکن اُسوقت کہ حرہ مین نیت تین طلاق کی کرے اور لونڈی مین دو کی تو حرہ مین تین واقع ہون گی اور لونڈی مین دو اور جبکہ اپنی بیوی کو قبل وطی کے تین طلاق ایک مرتبہ دین تو تینون واقع ہونگی لیکن اگر اسطرح کہا کہ تجھکو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی پس طلاق اول سے عورت بائن ہوگی اور دوسری و تیسری طلاق واقع نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تجھکو طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک اور اگر کہا کہ تجھکو طلاق ہے ایک یا طلاق ہین دو یا طلاق ہین تین تو صورت پہلی مین ایک اور دوسری مین دو اور تیسری مین تین واقع ہونگی پس اگر عورت مرگئی قبل ذکر عدد کے تو کلام لغو ہوجاویگا اور کچھ نہوگا اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک قبل ایک کے یا بعد اسکے ایک ہے تو غیر موطوءہ مین ایک طلاق واقع ہوگی اور موطوءہ مین دو اور اگر یہ کہا کہ تو طالق ہے ایک قبل اُسکے ایک اور ہے یا بعد اُسکے ایک ہے یا تو طالق ہے ایک ساتھ ایک کے یا ساتھ اُسکے ایک اور ہے تو غیر موطوءہ مین بھی ان صورتون مین دو طلاق واقع ہون گی اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک اور ایک در انحالیکہ گھر مین داخل ہووے پس جب گھر مین داخل ہوگی تو دو طلاق پڑجاوین گی موطوءہ ہو یا غیر موطوءہ و بصورت شرط مقدم و جزا ء مؤخر اسطرح سے کہ اگر داخل ہووے تو گھر مین تو تجھکو ایک طلاق

ہے اور ایک طلاق ہے تو غیر موطوءہ مین نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے ایک
طلاق واقع ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک دو اور موطوءہ مین سب کے نزدیک
دو دوسرا بالکنایہ یہ کہ موضوع طلاق کے واسطے نہین ہے لیکن احتمال
طلاق کا رکھتا ہے پس ان لفظون سے طلاق واقع نہوگی مگر ساتھ نیت یا دلالت
حال کے مثلاً ذکر طلاق کا ہو رہا ہو یا غصے مین کہے اعتدی یعنی عدت کر
استبرئی رحمک یعنی اپنے رحم کو صاف کر انت واحدۃ تو اکیلی ہے پس ان تینون لفظون سے
ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور انت بائن بتۃ بتلۃ یعنی تو جدا ہے انت حرام تو حرام
ہے انت خلیۃ تو خالی ہے انت بریۃ تو بری یا بیزار ہے حبلک علی غاربک رسی تیری
تیری پشت پر ہے یعنی جہان چاہے جا تو الحقی باھلک مل جا اپنے لوگون سے وھبتک لاھلک
بخشا مین نے تجھکو تیرے اہل کو سرحتک رخصت کیا مین نے تجھکو فارقتک چھوڑ دیا مین
نے تجھکو امرک بیدک تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہے انت حرۃ تو آزاد ہے تقنعی چادر
پہن لے تخمری اوڑھنی اوڑھ لے استتری اپنے تئین چھپا اغربی دور ہو مجھ سے
اخرجی نکل جا تو قومی کھڑی ہو ابتغی الازواج تلاش کر شوہرون کو ان سب صورتون
مین ایک طلاق بائن پڑ جاویگی اگر نیت کی ہو ایک یا دو طلاق کی حرہ مین اور اگر نیت کی تین
طلاق کی حرہ مین یا دو کی لونڈی مین تو پہلی صورت مین تین اور دوسری مین دو پڑ جاینگی
اور اگر کسی نے عورت سے تین مرتبہ اعتدی اعتدی اعتدی کہا بعدہ
دعویدار ہوا کہ اعتدی اولی سے نیت طلاق کی تھی اور دو بقیہ سے نیت حیض ہیں اگر اسپر
قسم کھا دے تو سچا ہے اور اگر کہا کہ اخیر کی دو سے کچھ نیت نہین کی تو تین طلاق واقع ہوجاینگی
اور اگر تینوں مین کچھ نیت نہین کی تو کچھ واقع نہوگا جیسا کہ ہدایہ مین ہے الحاصل الفاظ طلاق
بائن کے تین قسم پر ہین ایک وہ کہ عورت کے رد کلام کا احتمال رکھتے ہین مثلاً اخرجی

سلہ لیکن نزدیک امام شافعی رح کے کنایات مین طلاق رجعی پڑتی ہے ۱۲ کمانی الکنز

ادھی تو مجاز دوسرے وہ کہ دشنام دہی اور بدگوئی کا احتمال رکھتے ہیں مثلاً اخلیۃ بریّۃ بتۃ حرام بائن تیسرے وہ کہ نہ ردکلام اور نہ دشنام دہی کا احتمال رکھتے ہیں مثلاً اعتدی استبری رحمک انت واحدۃ انت حرۃ اختاری امرک بیدک سرحتک فارقتک پس درانحالیکہ خاوند راضی ہو اور غصے میں نہو اور ذکر طلاق کا بھی نہو تو کسی لفظ میں ان لفظوں میں سے طلاق واقع نہوگی اور اگر غصے میں ہو تو پہلے دو قسم کے الفاظ نیت پر موقوف رہینگے اگر نیت کریگا تو طلاق ہوجاویگی ورنہ نہیں اور تیسری قسم میں طلاق واقع ہوگی اگرچہ نیت نہو اور جب ذکر طلاق کا ہو تو موقوف رہینگے الفاظ قسم اولی کے نیت پر اور دوسری و تیسری قسم کے الفاظ سے طلاق واقع ہوجاویگی اگرچہ نیت نہو فی الجملہ طلاق تین قسم ہے ایک حسن دوسری احسن تیسری بدعی پس طلاق حسن یہ ہے کہ غیر موطوءہ کو ایک طلاق حیض میں دیوے یا طہر میں اور موطوءہ کو تین طلاق علیحدہ علیحدہ دیوے ہر طہر میں جسمیں وطی نکی ہو درانحالیکہ اس عورت کو حیض آتا ہو نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے اور نزدیک امام مالک رح کے یہ بھی بدعت ہے بلکہ نہیں مباح ہے مگر ایک طلاق دورصورتیکہ آئسہ[1] یا حاملہ یا صغیرہ ہو تو ہر مہینے میں ایک طلاق دیوے اور طلاق دینا ان تینوں کو بعد وطی کے بھی جائز ہے اسواسطے کہ انمیں شبہہ حمل کا نہیں اور طلاق احسن یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو ایک طلاق دیوے اس طہر میں جسمیں جماع نہ کیا ہو اور چھوڑ دے اسکو حتی کہ عدت اسکی گذر جاوے اور طلاق بدعی یہ ہے کہ تین طلاق یا دو طلاق یکبار یا دو بار ایک طہر میں دیوے اور درمیان انکے رجعت نہ کرے اور اگر ایسا کریگا تو طلاق واقع ہوجاویگی اور گنہگار ہوگا یا ایک طلاق دیوے اس طہر میں جسمیں وطی کی ہو یا ایک طلاق دیوے موطوءہ کو حیض میں پس صورت اولی کی طلاق کو عبد اللہ بن عباس رض نے حرام فرمایا اور صورت ثانیہ کی طلاق سب کے نزدیک حرام ہے لیکن طلاق واقع ہوجاویگی اور اسمیں رجعت واجب ہے جب پاک ہوجاوے حیض سے تو طلاق دیوے

[1] یعنے جسکو حیض نہ آتا ہو ۱۲

اگرچاہے ایک روایت مین امام شافعیؒ کابھی یہی قول ہے اور مبسوط مین لکھاہے کہ نزدیک
امام ابی حنیفہؒ کے جسوقت کہ پاک ہوجاوے اُس حیض سے جسمین طلاق دی ہے بعدہٗ پھر حائضہ
ہووے اور پھر پاک ہووے تب اُسکو طلاق دیوے اور یہی قول امام مالکؒ و احمدؒ کا ہے اور
مذہب شافعیؒ کا یہی مشہور ہے اور اگر کسی عورت موطوءہ کو یہ کہا کہ بطریق سنت تجھکو تین طلاق
ہین بدون نیت کے تو ہر طہر مین ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ طلاق مسنون یہی ہے اور
اگر نیت کی کہ تینون طلاق ابھی پڑجاوین یا ہر طلاق ایک ایک مہینے مین تو صحیح ہے اول صورت
مین ابھی پڑجاوینگی اور دوسری صورت مین ہر مہینے مین ایک طلاق پڑیگی لیکن نزدیک
امام زفرؒ کے یہ نیت صحیح نہوگی کیونکہ یہ طلاق بدعی ہین اور اُسنے لفظ مسنون کا کہا تھا اور ہمارے
نزدیک اس صورت مین معنے مسنون کے یہ ہونگے کہ تین طلاق کا واقع ہونا مذہب اہل سنت
کا ہے کسواسطے کہ روافض کے نزدیک تین طلاق ایک مرتبہ واقع نہین ہوتین

فصل دوسری تفویض[1] طلاق کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جسنے اپنی عورت سے یہ کہا کہ تو اپنے تئین طلاق دے یا نیت طلاق سے یہ کہا
کہ امرک بیدک اختاری پس زوجہ کو اختیار ہے کہ جس مجلس مین اُسکو علم ہوا ہے طلاق
دے لیوے اگرچہ مجلس طول ہووے اور اگر بعد از علم اُٹھی یا جس کام کو کر رہی تھی اُسکو چھوڑکر
دوسرا کام شروع کردیا تو مجلس مختلف ہوجاویگی اور خیار باطل ہوجاویگا اور اسپر اجماع
صحابہؓ کا ہے کہ عورت مخیرہ کو مجلس تک خیار ہے پھر نہین اور اگر عورت پہلے کھڑی تھی
اور بعد علم کے بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگالیا یا باپ کو واسطے مشورت کے یا گواہون کو گواہی کے لیے
طلب کیا یا مرکب کو چلنے سے باز رکھا تو ان سب چیزون سے مجلس مختلف نہوگی اور خیار باطل نہوگا
لیکن جانور کے چلنے سے مجلس مختلف ہوجاویگی اسواسطے کہ چلنا اُسکا بمنزلہ اُسکے چلنے کے ہے اور کشتی

[1] تفویض یعنے سپرد کرنا طلاق کا ۱۲

کے چلنے سے مجلس مختلف نہوگی سواسطے کہ چلنا اُسکا بمنزلہ اُسکے گھر کے ہے اور اگر کسی نے نیت تفویض کیسے عورت کو کہا کہ اختاری تو جائز نہین ہے کہ نیت تین طلاق کی کرے اور عورت نے اُسکے جواب مین کہا اخترت نفسی یا اختار نفسے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی بشرطیکہ میان بیوی مین سے کسی نے لفظ نفس کا ذکر کیا ہو قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مبسوط مین اسی طرح مرقوم ہے اور ہدایہ مین ہے کہ اگر بیوی کہے اختار تو بھی طلاق واقع ہوجاویگی حدیث حضرت عائشہ رضؓ سے ہے کہ کہا اُنھون نے لابل اختار اللہ و رسولہ کیونکہ شمار کیا اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مین اُنکی طرف سے اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ اختیار کرے تو اختیار کرلے کر اور اُسنے اُسکے جواب مین یہ کہا کہ اختیار لیا مین نے تو ایسی صورت مین ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر مرد نے تین مرتبہ کہا اختاری اختاری اختاری اور بیوی نے کہا اختیار کیا مین نے اختیار کرنے کو یا کہا اختیار کیا مین نے پہلے کو یا دوسرے کو یا اخیر کو تو نزدیک امام ابی حنیفہؒ کے تین طلاق پڑجاویگی بغیر نیت کے اور کہا طلاق دی مین نے اپنے نفس کو یا اختیار کیا مین نے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن[1] واقع ہوگی لیکن ہدایہ مین ہے کہ ایک طلاق رجعی[2] واقع ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ رجعت کا مالک نہوگا اور بعضون کے نزدیک ایک روایت مین طلاق رجعی ہوگی اور دوسری مین بائن ہوگی اور یہی اصح ہے اور اگر مرد نے عورت سے یہ کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے تو اب خاوند کو اختیار نہین کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور یہ کہے کہ اب مین اجازت طلاق کی نہین دیتا اور بیوی کو بھی جائز نہین کہ بعد تبدیل مجلس کے طلاق دے لیوے اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ اپنی سوکن کو طلاق دے یا کسی دوسرے مرد سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دے تو جائز ہے کہ قبل دینے کے اپنے قول سے پھر جاوے اور قول اُسکا مقید بہ مجلس نہوگا یعنے مرد اور عورت دونون کو اختیار ہے کہ بعد تبدیل مجلس جب چاہین طلاق دیوین اور اگر مرد نے نیت کی تین کی اور عورت نے ایک طلاق بائن

---

[1] بائن لبون سے ہے اور معنی اسکے جدائی کے ہین ۱۲ [2] لوٹنا مرد کا طرف عورت مطلقہ کے ۱۲

کی یا برعکس اسکے تو دونون صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر مرد نے کچھ نیت نہین کی تو جو عورت چاہے گی اُسی کے موافق طلاق واقع ہوگی اور اگر بیوی نے کچھ نچاہا تو بھی نزدیک امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک کچھ نہ واقع ہوگا۔ واللہ اعلم

فصل تیسری حلف بالطلاق کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ شرط صحت تعلیق طلاق کی یہ ہے کہ یا اضافت کی جاوے طرف ملک کے یا تعلیق کے وقت ملک موجود ہو پس اگر کسی اجنبیہ سے یہ کہا کہ اگر کلام کرون مین تجھ سے تو تو طلاق ہے اور پھر نکاح کرکے اُس سے کلام کیا تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ شرطین دونون فوت ہوگئین کیونکہ نہ اضافت کی طلاق کی طرف نکاح کے اور نہ ملک کا وجود تھا وقت تعلیق کے اور جسوقت کہ اضافت کی طلاق کی طرف نکاح کے تو طلاق بعد نکاح کرنے کے واقع ہوگی جیسے کہے کسی عورت اجنبیہ سے کہ اگر نکاح کرون مین تجھ سے تو تو طلاق ہے یا کہے کہ جو عورت کہ نکاح کرون مین اُس سے تو وہ طلاق ہے پس ان دونون صورتون مین جب نکاح کریگا طلاق واقع ہوجائیگی مگر دوسری صورت مین جب عورت سے نکاح کریگا فوراً طلاق پڑجاویگی لیکن نزدیک امام شافعی رح کے طلاق واقع نہوگی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہین ہے طلاق قبل نکاح کے کہا صاحب ہدایہ نے کہ یہ حدیث محمول ہے اُس صورت پر کہ طلاق کو بالفعل واقع کرے قبل نکاح کے جیسے کہے کہ تو طلاق ہے تو اس صورت مین نزدیک حنفیہ کے بھی طلاق واقع نہوگی کیونکہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہین ہے طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہین ہے آزاد کرنا مگر بعد ملک کے اور روایت کی ابوبکر رازی رح نے زہری رض سے کہ کہا انھون نے یہ جو حدیث ہے کہ نہین ہے طلاق قبل نکاح کے یہ اُس صورت مین ہے کہ کہا جاوے کوئی شخص کہ نکاح کر فلانی عورت سے اور وہ کہے کہ اُسکو طلاق ہے لیکن جب شخص نے کہا کہ اگر نکاح کرون مین

فلانی عورت سے پس وہ طلاق ہے تو جب نکاح کریگا اُس سے طلاق واقع ہو جاوے گی
اور اگر کسی نے اپنی عورت سے یہ کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہو تو تجھکو تین طلاق ہین اور
پھر مرد کو یہ منظور ہوا کہ گھر مین جاوے اور تین طلاق نہ پڑین تو حیلہ اسکا یہ ہے کہ اول
اُس عورت کو ایک طلاق بائن دیوے اور بعد عدت گذرنے کے وہ گھر مین داخل
ہو پھر اُس سے نکاح کرے تو اب گھر مین داخل ہونے سے طلاق واقع نہو گی کیونکہ
یمین باطل ہو گئی اسوجہ سے کہ ایک مرتبہ وہ گھر مین جا چکی پس اگر شرط کے پائے جانے
اور نہ پائے جانے مین اختلاف ہوا تو قول شوہر کا معتبر ہوگا لیکن یہ کہ عورت گواہ لاوے
اپنے مدعا پر اور جو شرط ایسی ہو کہ بدون کہے زوجہ کے معلوم نہین ہوتی تو اُس مین قول
عورت کا معتبر ہوگا اُسی کے حق مین نہ غیر کے حق مین فقط مثلاً شوہر نے کہا کہ اگر
تجھکو حیض آوے تو تو اور فلانی بیوی طلاق ہے ایسی صورت مین فقط اُسی کو طلاق
ہو جاوے گی اور دوسری بیوی پر طلاق نہ پڑے گی اور اگر یہ کہا کہ جب تجھکو حیض
آوے تو تو طلاق ہے پھر اُسکو حیض آیا تو جب تین دن برابر خون دیکھے گی تب حکم طلاق
کا ہوگا پہلے دن سے اسواسطے کہ بعد معائنہ خون کے تیسرے دن معلوم ہوگا کہ خون پہلے
دن کا حیض ہے تو اُسی دن سے حکم طلاق کا ہوگا اور جو یہ کہا کہ اگر تجھکو ایک حیض آوے
تو تو طلاق ہے تو جب حیض سے پاک ہو ویگی اُسوقت طلاق واقع ہوگی کیونکہ ایک حیض
اُسیوقت پورا ہوگا اور جسنے اپنی عورت سے یہ کہا کہ اگر تو لڑکا جنے گی تو تجھکو ایک طلاق ہے
اور اگر لڑکی جنے گی تو دو طلاق ہین پس بیوی نے دونون کو جنا اور معلوم نہین کہ پہلے کسکو
جنا ایسی صورت مین قاضی ایک طلاق کا حکم کرے اور ازروے احتیاط کے دو طلاق
واقع ہون گی اور عدت تمام ہو جاوے گی دوسرے کے جننے سے جیسا کہ قرآن مجید مین
ہے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور اگر کسی نے تین طلاق کو

---

[1] اور جو عورتین حمل والی ہین تو میعاد اُنکی یہ ہے کہ وضع کرین حمل اپنا ۱۲

معلق کیا اور پھر وطی کے اور پھر حشفہ کو فرج مین داخل کیا اس طرح پر کہ دونون ختنے ملگئے
تو شوہر پر عقر واجب نہو گا اگرچہ دیر کی ہو اور اگر باہر نکال کر پھر داخل کیا تو واجب ہو گا
جیساکہ ہدایہ مین ہے اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تجھکو طلاق ہے انشاء اللہ تعالے
تو طلاق واقع نہو گی اسواسطے کہ یہ حدیث مین ہے کہ جسنے قسم کھائی ساتھ طلاق یا عتاق کے
اور کہا انشاء اللہ تعالی اُس سے ملا ہوا تو حانث نہو گا - اور اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ
تجھکو تین طلاق ہین مگر دو تو ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر یہ کہا کہ تجکو تین طلاق ہین مگر ایک
تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر یہ کہا کہ تجھکو تین طلاق ہین مگر تین تو تین طلاق واقع ہونگی
اسواسطے کہ صورت اولی مین اُسنے تین سے دو نکال لیے تو ایک رہگئی اور صورت ثانیہ مین
تین سے ایک تو دو رہ گئے اور صورت ثالثہ مین نکال لینا کل کا کل سے صحیح نہین واللہ اعلم

فصل چوتھی طلاق مریض کے بیان مین

اگر کوئی مریض اپنی عورت کو طلاق بائن دیوے بعدہ مرجاوے تو وہ عورت اُسکی وارث
ہوگی درانحالیکہ وہ عدت مین ہو اور اگر بعد عدت کے مرگیا تو وارث نہو گی جیساکہ ہدایہ مین ہے
اور نزدیک امام شافعی رح کے عدت مین وارث نہو گی اور نزدیک امام مالک رح کے بعد عدت
کے بھی وارث ہو گی لیکن اگر ایک طلاق یا دو طلاق دیے ہین تو نزدیک امام شافعی کے بھی
عورت ترکے سے محروم نہو گی اور اگر زوجہ مریض نے ایک طلاق رجعی طلب کی اور اُسنے
اُسکو تین طلاق دین تو نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے زوجہ اُسکی وارث ہو گی اور بھی وارث
ہو گی اگر عورت نے ایام عدت مین اپنے شوہر کے بیٹے کو شہوت سے بوسہ دیا اسواسطے کہ
زوجہ ساتھ طلاق بائن کے جدا ہوئی ہے نہ بوسہ ابن زوج سے اور اسی طرح اگر مرد نے قسم کھائی

عہ عقر مہر مثل کو کہتے ہین اور بعضون کے نزدیک اُجرت ہے وطی کی اگر زنا حلال ہوتا ۱۲

عہ جیسا کہ موطا مین ہے کہ اذا طلق الرجل امراتہ ثلاثا وھو مریض فانہا ترثہ ۱۲

کہ چار مہینے تک بیوی سے قربت نہ کرونگا پس بایام معہودہ عورت سے قریب نہوا اور
دونون مین جدائی ہوگئی بعد ازان مرد بحالت مذکورہ مرگیا تو بیوی وارث ہوگی اور جو بعض
نے اپنی بیوی کی تین طلاقون کو معلق کیا ایسی شرط پر کہ وہ بیوی کے اختیار مین نہین ہے
جیسے کسی وقت کے ساتھ یا فعل سے کسی اجنبی کے اور شرط پائی گئی مثلاً کہا کہ اگر رجب[1] آوے
یا زید نماز پڑھے تو تجھکو تین طلاق ہین اور اُسی حالت مین مرگیا تو بیوی وارث ہوگی اور
اگر حالت صحت مین تعلیق کی ہے تو وارث نہوگی اور جو مریض نے اپنی بیوی کی تین
طلاقون کو اپنے فعل پر معلق کیا اور اُس کو اُس فعل سے چارہ ہے جیسے بات کرنا
اجنبی سے یا چارہ نہین ہے جیسے کھانا کھانا اور نماز فرض پڑھنا اور ماں باپ سے بات
کرنا تو ایسی صورتون مین بیوی وارث ہوگی اگرچہ حالت صحت مین تعلیق کی ہو اور اگر
بیوی کے فعل پر معلق کیا اور تعلیق و فعل بیوی کا دونون مرض مین واقع ہوے اور
اُس فعل سے عورت کو چارہ ہے جیسے بات کرنا اجنبی سے تو ایسی صورت مین عورت وارث
نہوگی اور اگر چارہ نہین ہے جیسے کھانا کھانا یا نماز فرض پڑھنا تو وارث ہوگی اور اگر تعلیق صحت
مین ہے اور عورت کو اُس فعل سے چارہ ہے تو وارث نہوگی اور اگر چارہ نہین ہے تو
نزدیک شیخین رح کے وارث ہوگی اور نزدیک امام محمد رح و زفر رح کے وارث نہوگی مبسوط مین قول
امام محمد رح کا صحیح مذکور ہے اور بصورت تعلیق طلاق رجعی کسی شرط پر و قبل انقضائے ایام عدت کے
اگر عورت مرگئی تو ان سب صورتون مین وارث ہوگی یعنے طلاق صحت مین دے یا مرض
مین بطلب یا بغیر طلب اُسکی اپنے فعل یا زوجہ کے فعل پر معلق کیا ہو اور چارہ ہو یا نہو جیسا
کہ جلیبی مین ہے اور سب صورتون مین اگر شوہر بعد پورے ہوجانے ایام عدت بیوی کے
مرا تو بالاتفاق وارث نہوگی پس میراث خاص ہے اُسی صورت مین کہ جب شوہر مرجاوے
اور عدت عورت کی نہ گذرے لیکن نزدیک امام محمد رح کے بعد عدت کے بھی عورت

[1] رجب مہینے کا اور انسان کا نام ہے ۱۲

وارث ہوگی جبتک کہ وہ غیر سے نکاح نہ کرلے واللہ اعلم

فصل پانچوین رجعت کے بیان مین

جب مرد اپنی عورت حرہ کو ایک یا دو طلاق رجعی دیوے تو جائز ہے اسکو کہ عورت راضی ہو یا نہو بغیر نکاح کے عدت کے اندر پھر رجوع کرلیوے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اور لونڈی مین ایک طلاق کے بعد رجعت درست ہے اسواسطے کہ دو طلاق لونڈی کی بمنزلہ تین طلاق حرہ کے ہین اور عدت لونڈی کی دو حیض اور حرہ کی تین اور طلاق رجعی کی عدت مین عورت کو زینت کرنا جائز ہے تاکہ مرد رغبت کرکے رجوع کرلیوے ہدایہ مین ہے کہ رجعت مرد مستحب ہے اور زینت عورت مشروع نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے اگر مرد عورت سے کہے کہ رجوع کیا مین نے تجھسے یا اُس سے تو رجوع کرنا ثابت ہوجاویگا و بحالت وطی و مس و نظر بشہوت بھی رجعت صحیح ہے لیکن نزدیک امام شافعی رح کے بدون کہے زبان کے رجعت ثابت نہوگی اور امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہین کہ اگر زبان سے رجعت کرے تو مستحب ہے کہ اسپر گواہ کرے اور عورت کو آگاہ کرے کہ مین نے تجھسے رجعت کی و بدون شہادت بھی رجعت صحیح ہے پس رجعت مین شہادت شرط نہین ہے بلکہ مسنون ہے اور امام احمد رح و مالک رح کا بھی یہی مذہب ہے مگر ایک روایت مین نزدیک امام شافعی رح کے بغیر مقابلہ گواہون کے رجعت صحیح نہین ہے جیسا کہ قرآن مین ہے وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ اور حدیث مین لکھا ہے کہ رجعت جماع سے بھی ہوجاتی ہے پس طلاق رجعی مین مستحب ہے کہ بدون اذن اسکے اسپر داخل نہووے اگر بعد انقضاے ایام عدت طلاق رجعی کے

ف اور رجعی طلاق دو قسم عورتون [illegible] موافق دستور [illegible] گواہ ف دو قسم [illegible]

شوہر دعوے اس بات کا کرے کہ عدت مین عورت سے رجعت مین سنے کی ہے اور عورت اسکی تصدیق کرے تو رجعت ثابت ہوگی ودر صورت تکذیب دعوے باطل ہوگا اور رجعت ثابت نہوگی پس نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے اس صورت مین عورت پر قسم نہین کسواسطے کہ نزدیک اُنکے رجعت اُن چیزون مین سے ہے کہ اُن مین قسم نہین لیکن صاحبین رح کے نزدیک قسم لازم ہوگی اور اگر شوہر نے طلاق رجعی کی عدت مین عورت سے یہ کہا کہ مین نے تجھ سے رجعت کی اور عورت نے یہ کہا کہ عدت میری گذر گئی پس اگر اُس مدت مین احتمال گذرنے عدت کا ہووے تو نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے قول عورت کا معتبر ہوگا اور رجعت ثابت نہوگی لیکن نزدیک صاحبین رح کے رجعت ثابت ہوجاویگی اور اسی طرح اگر لونڈی کے شوہر نے بعد گذرنے عدت کے مالک سے یہ کہا کہ عدت مین عورت سے مین نے رجعت کرلی تھی اور مالک نے تصدیق اُسکی کی اور لونڈی نے تکذیب کی تو نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک قول مولے کا جیسا کہ ہدایہ مین ہے اور جو عورت کہ عدت مین ہے اگر تیسرا حیض اُسکا دسوین دن پورا ہوا تو بمجرد طاہر ہونے کے عدت پوری ہوجاویگی اور اگر اس سے کم ایام مین طاہر ہوئی تو جبتک کہ غسل نہ کرے گی یا وقت نماز فرض کا اُسپر نہ گذریگا یا تیمم کرکے نماز ادا نہ کریگی عدت پوری نہوگی اور اگر غسل کرلیا اور کسی عضو کو دھونا سہواً فراموش کیا اور شوہر نے رجعت کرلی تو درست ہے اور چھوٹ جانے ایک عضو سے کم مین رجعت ثابت نہوگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک مضمضہ و استنشاق کو چھوڑ دینا بمنزلہ ایک عضو پورے کے ہے اور نزدیک امام محمد رح و نیز امام موصوف کی روایت مین وہ ایک عضو کے حکم مین نہین ہے اسواسطے کہ فرضیت مین اُنکی اختلاف ہے بخلاف دوسرے اعضا کے کہ اُنمین اختلاف نہین ہے اور جسنے اپنی عورت حاملہ کو طلاق رجعی دی اور ساتھ اُسکے وطی کرنے سے انکار کیا تا کہ ایک طلاق سے بائن ہوجاوے

بعدہ پھر اُس سے رجعت کر لی اور بعد طلاق کے چھ مہینے سے کم مین عورت جنی تو رجعت صحیح ہوگی کیونکہ معلوم ہوا کہ عورت وقت طلاق کے حاملہ تھی اور بدون وطی کے حاملہ نہین ہوتی ایسی صورت مین شوہر اپنے انکار مین جھوٹا ہوگا اسواسطے کہ لڑکا صاحب فراش کے لیے ہے اور زانی کو محرومی ہے جیسا کہ حدیث مین ہے اور وطی کرنا طلاق رجعی مین نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے درست ہے لیکن نزدیک امام شافعی رح کے درست نہین ہے حتی کہ زبان سے رجعت کرے اور امام محمد رح کے نزدیک وطی خود رجعت ہے اور امام محمد رح کا بھی یہی قول ہے اور جائز نہین کہ شوہر اپنی عورت کو طلاق رجعی کی عدت مین ساتھ اپنے سفر مین لیجاوے یہان تک کہ اُس کی رجعت پر گواہ کر دے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ پس یہان سے یہ معلوم ہوا کہ شہادت کر دینا مستحب ہے کیونکہ آیت موصوفہ عورتون معتدہ طلاق رجعی کے حق مین نازل ہوئی ہے جیسا کہ کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے اور جب عورت کو طلاق بائن تین سے کم دیوے تو جائز ہے کہ مرد اُس عورت سے عدت مین یا بعد عدت کے نکاح کر لیوے اور اگر عورت آزاد کو تین طلاق دیوے یا لونڈی کو دو تو حلال نہین اُس کو وہ جبتک کہ دوسرے سے نکاح صحیح نکر لیوے اور پھر وہ اُسکو طلاق دیوے یا مر جاوے اور عدت گذر جاوے یہ اکثر لوگون کا مذہب ہے لیکن سعید بن المسیب رح کے نزدیک دوسرے شوہر کی وطی شرط نہین فقط نکاح کافی ہے اور ائمہ اربعہ کا اتفاق اس مسئلہ مین یہ ہے کہ تاوقتیکہ دوسرے شوہر سے جماع نہ کریگی بعد طلاق و عدت اُسکو حلال نہوگی جیسا کہ حدیث عسیلہ ہے کہ عورت رفاعہ نے حضور مین جناب رسول اللہ

کر دیوے تو حلالہ ثابت ہوگا پھر حلال ... شہوت اور دراز ... مستحب ہے ۱۲

اپنے آلت کو ہاتھ کے زور سے داخل ... لغایہ مین ہے کہ اگر بہت بوڑھا شخص ...

... آلت ... اور شہوت ہوتی ... ہدایہ مین ہے کہ اگر ... ہو ... یا ...

... نے لکھا ہے کہ ... برس کا ہو اور ... بارہ برس کا ہو جاوے اور بعضون نے لکھا ہے ... ہو جاوے اور بعضون نے ...

... دراز ... پیکر ... فرج مین داخل ... اُن کو اُن کے گھرون سے ۱۲ ... اور نہ نکالو

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہوکر عرض کیا کہ رفاعہ نے مجھکو طلاق بائن دی ہے اور عبدالرحمن رضؓ بن زبیر نے نکاح کیا اور اُسکے پاس کنارہ ہے کپڑے کا اور پکڑ لیا اپنی چادر کے کنارے کو سو تبسم کرکے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہے کہ پھر پاس رفاعہ رضؓ کے چلی جاوٗن یہ نہین ہوگا جب تک کہ نہ چکھے تو شیرینی عبدالرحمن ابن زبیر رضؓ کی اور وہ شیرینی تیری اور جو لڑکا کہ قریب بلوغ کے ہو وہ بھی حلالہ مین مثل بالغ کے ہے اور ایسے لڑکے کو مراہق کہتے ہین اگر نکاح کرے عورت سے حلالہ ہونے کی شرط پر تو وہ مکروہ ہے مثلاً اس طرح پر کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجھ سے اس شرط سے کہ حلال کردونگا تجھکو یا عورت یہ کہے لیکن چلپی مین ہے کہ اگر دونون دل مین نیت کرین اور زبان سے شرط نہ کرین تو مکروہ نہین ہے بلکہ اجر پاوین گے بوجہ اصلاح کے پس معلوم ہوا کہ وہ حلال ہو جاویگی واسطے پہلے شوہر کے اور جس عورت کو تین طلاق دی ہین اگر اُسنے بعد ایسی مدت کے کہ اسمین حلالہ ہوسکتا ہے یہ کہا کہ مین حلالہ سے فارغ ہوئی اور شوہر کو یقین ہوا کہ یہ سچی ہے تو اُسکو درست ہے کہ اُسکو نکاح مین لاوے واللہ اعلم

فصل چھٹوین ایلا کے بیان مین

نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے مدت ایلا کی آزاد عورت کے لیے چار مہینے ہین جیسا کہ قرآن مجید مین ہے لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ الآیۃ اور لونڈی کے لیے دو مہینے اور نزدیک امام شافعی رح واحمد رح کے دونون کے لیے چار مہینے ہین اور نزدیک امام مالک رح کے غلام کے لیے دو مہینے اور آزاد مرد کے لیے چار مہینے اسواسطے کہ مدت ایلا مین وہ اعتبار مردونکا کرتے ہین اور امام موصوف عورتون کا معنی ایلا کے شرع مین یہ ہین کہ شوہر قسم کھالیوے کہ مدت ایلا مین اپنی عورت سے قریب نہونگا اور حکم اُسکا یہ ہے کہ اگر چار مہینے تک وطی نکی تو بعد گذرنے مدت کے ایک طلاق بائن پڑجاوے گی نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک

[illegible]

بعد گذرنے چار مہینے کے طلاق واقع نہوگی بلکہ ایلا کرنے والے کو مہلت دینگے تاکہ رجوع
کرے یا طلاق دیدے جیسا کہ حدیث مین ہے پس اگر مدت ایلا سے کم کی قسم کھاویگا تو ایلا ثابت
نہوگا اسواسطے کہ ہدایہ مین ہے کہ نہین ہے ایلا کم مین چار مہینے سے اور بروایت بیہقی
کہا ابن عباس رضؓ نے کہ تھا ایلا جاہلیت کا ایک برس اور دو برس اور زیادہ اس سے
اور اللہ نے مقرر کیا واسطے اس کے چار مہینے پس اگر وطی کریگا مدت ایلا مین تو قسم مین حانث
ہوجاویگا اور کفارہ یا جزا لازم آوے گی لیکن نزدیک امام شافعی رحؒ کے کفارہ لازم
نہ آوے گا اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور کفارہ
اسکا یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینون کو کھانا کھلاوے یا اُن کو کپڑا پہناوے
کہ اکثر بدن اُنکا چھپ جاوے۔ ہدایہ مین ہے کہ ادنیٰ اُسکا یہ ہے کہ نماز اُس سے جائز ہووے
اور ایسا ہی کفایہ مین بھی ہے ایک روایت مین امام محمد رحؒ سے یہ ہے کہ اگر مرد کو ازار دیوے
تو کافی ہے اور عورت کے لیے کافی نہین اسواسطے کہ عورت کا ستر مرد سے زیادہ ہوتا ہے
فی الجملہ تینون چیزون مین سے جسکو چاہے کرے اور درصورت عدم امکان اُنکے تین روزے
پے درپے رکھے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے فَکَفَّارَتُہٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ
مَا تُطْعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُھُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ
فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ؕ لیکن نزدیک امام شافعی رحؒ کے پے درپے رکھنا روزون کا ضرور نہین
اور کفارہ قبل حنث کے دینا جائز نہین اگر دے گا تو بعد حنث کے مکرر دینا پڑیگا لیکن نزدیک
امام شافعی رحؒ کے قبل حنث دینا درست ہے اور صورت جزا کی یہ ہے کہ اگر مرد اپنی بیوی سے کہے
قسم خدا کی چار مہینے تک تجھ سے قربت نکرونگا یا کہے اگر مین تجھ سے نزدیکی کرون تو مجھ پر حج
ہے یا روزہ یا صدقہ تو ان سب صورتون مین ایلا ثابت ہوجاویگا اور حج کی صورت مین حج کرنا پڑیگا

[illegible]

اور روزے کی صورت مین روزہ اور صدقے کی صورت مین صدقہ دینا پڑے گا ۔ واللہ اعلم

فصل ساتوین خلع کے بیان مین

خلع بمعنی فرقت اور زوجیت زائل کرنے کو کہتے ہین بمقابلہ اُس مال کے کہ شوہر اپنی بیوی سے وقت حاجت کے لیوے یعنی آپس مین ایسی لڑائی پڑجاوے کہ اصلاح اُسکی ہرگز نہو سکے اور اسی طرح اسوا اسکے تو خلع درست ہے اور بغیر حاجت کے مکروہ ہے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ اور حدیث مین ہے کہ جو عورتین شرارت کرتی ہین اپنے شوہرون سے یا خلع کرتی ہین وہی عورتین منافقہ ہین الحاصل خلع ایک طلاق بائن ہے اور ہدایہ مین بھی ہے کہ اگر طلاق دیوے عورت کو مال پر اور وہ قبول کرلیوے تو طلاق بائن واقع ہوگی اور زوجہ پر مال لازم آوے گا اور اگر شراب یا سور پر طلاق دیگا تو طلاق رجعی واقع ہوگی اور زوجہ پر کچھ لازم نہ آوے گا اور اگر شراب یا سور پر خلع کرے گا تو عورت پر طلاق بائن واقع ہوگی اور اُسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر زوجہ نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہے اُسکے بدلے مین خلع کرلے اور شوہر نے قبول کرلیا پس عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور عورت پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر عورت نے کہا کہ خلع کر مجھسے اُس مال پر کہ جو میرے ہاتھ مین ہے یا اُن درمون پر جو میرے ہاتھ مین ہین اور شوہر نے خلع کیا پس عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا تو اول صورت مین جو کچھ مہر سے لیا ہے پھیر دیوے اور دوسری صورت مین تین درم دیدیوے اور ہدایہ مین ہے کہ اگر باپ نے اپنی لڑکی نابالغہ کی طرف سے اُسکے خاوند سے خلع کیا تو لڑکی پر کچھ لازم نہ آویگا لیکن مہر اُسکا ساقط ہوگا اور طلاق بائن پڑجاوے گی صحیح روایت مین اور اگر باپ بدل خلع کا ضامن ہوگیا ہے تو صحیح ہے مال اُسپر لازم آوے گا مگر مہر ساقط نہوگا اور اگر شرط کیا بدل

سلہ پس اگر خوف کرو تم اسبات کا کہ نہ قائم کرسکینگے حدین اللہ کی تو نہین ہے گناہ اُن دونون پر اُس چیز مین کہ بدلا دیوے عورت ساتھ اسکے ۱۲

خلع کو اُس لڑکی پر تو طلاق اُسپر پڑ جاویگی اور مال لازم نہ آوے گا اگرچہ اُس لڑکی نے قبول بھی کر لیا ہو مثلاً جانتی ہو کہ خلع کیا چیز ہے اور نکاح کیا چیز ہے یہن اگر اُس بدل کو زوجہ کی طرف سے باپ نے قبول کیا تو اسمین دو روایتین ہین ایک مین طلاق ہو گی اور دوسری مین نہو گی انتہٰی اور خلع[1] و مبارات ساقط کر دیتے ہین ہر حق کو جو ایک کا دوسرے پر ہے اُن حقوق مین سے کہ جو متعلق نکاح کے ہین جیسے ایک عورت کا مہر ہزار درم ہے اور اُسنے قبل لینے مہر کے سو درم پر شوہر سے خلع کیا تو شوہر پر کچھ مہر و نفقہ لازم نہو گا اور اگر بعد اخذ مہر کے سو درم پر خلع کیا تو شوہر کو سوا سو درم کے اور کچھ نہ ملے گا اور جو حقوق کہ نکاح سے متعلق نہین وے ساقط نہونگے مانند قیمت اُن اشیاء کے کہ زوجہ نے شوہر سے خریدی کیا ہے اور مہر و نفقہ ساقط ہو جاوے گا لیکن نفقہ ایام عدت کا ساقط نہو گا بغیر ذکر کے اور مہر ساقط ہو جاوے گا بغیر ذکر کے۔ واللہ اعلم

فصل آٹھوین ظہار کے بیان مین

شرع مین معنے ظہار کے یہ ہین کہ مرد تشبیہ دیوے اپنی بیوی کو یا اُس چیز کو کہ جس سے کل سے تعبیر کرتے ہین یا کسی عضو شائع کو اُسکے ساتھ اعضاے زنان محارم نسبی یا رضاعی کے کہ اُسپر نظر کرنا اُسکو حرام ہو مثلاً اگر کہے کہ تو اوپر میرے مانند پشت یا شکم میری مان یا بہن یا پھوپھی کے ہے یا کہے سر تیرا یا فرج تیری مانند پشت یا شکم یا ران یا فرج میری مان یا بہن یا پھوپھی کے ہے یا کہے نصف یا ثلث تیرا مثل اُسکے ہے تو ظہار ثابت ہو گا اور وطی حرام ہو گی اُس سے اور دواعی وطی بھی حتے کہ کفارہ دیوے پس اگر قبل کفارہ دینے کے وطی کی تو استغفار کرے اور فقط ظہار کا کفارہ دیوے اور اُس وطی کے بدلے مین کچھ دینا لازم نہ آوے گا اور پھر وطی نہ کرے جبتک کفارہ دے نہ لیوے اور جبتک کہ مرد بعد ظہار کے قصد وطی کا کچھ نہ کرے گا کفارہ لازم نہو گا اور اگر تشبیہ نہ دیوے اور یہ کہے کہ تو میری

[1] خلع و مبارات وہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کو بری کر دیوے ۱۲

مان ہے یا بہن یا بیٹی تو ظہار نہوگا اور اگر عورت سے کہے کہ تو میرے اوپر ایسا ہے جیسے پشت میری مان کی تو کچھ نہین اور اگر اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تو میرے اوپر حرام ہے مثل میری مان کے تو جیسی نیت ہوگی ظہار یا طلاق کی ویسا ہی ہوگا اور اگر کچھ نیت نہوگی تو امام ابی یوسف رح کے نزدیک ایلا ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک ظہار اور اگر یہ کہے کہ تو میرے اوپر حرام ہے مانند پشت میری مان کے اور نیت کی طلاق یا ایلا کی تو ظہار ہوگا نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے اور نزدیک صاحبین رح کے اسکی نیت پر رہے گا لیکن فرق یہ ہے کہ نزدیک امام محمد رح کے جب نیت طلاق کی کریگا تو ظہار نہ ہوگا اور نزدیک امام ابی یوسف رح کے دونون ہوجاوینگے جیسا کہ ہدایہ مین ہے اور ظہار لونڈی سے واقع ہوگا اگر شوہر اسکا اس سے ظہار کرے اور نہ واقع ہوگا ظہار اگر ظہار کرے اس سے مولے اس کا جیسا کہ قرآن مین ہے وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنكُم مِّن نِّسَائِهِمْ پس لونڈی بیوی نہین کہ ظہار اسپر واقع ہووے لیکن نزدیک امام مالک رح کے ظہار لونڈی سے ہوجاتا ہے مگر ائمہ ثلثہ کے نزدیک البتہ نہین ہوتا فی الجملہ کفارۂ ظہار مفصلہ ذیل یہ کہ ایک رقبہ آزاد کرے مسلمان ہو یا کافر عورت ہو یا مرد چھوٹا ہو یا بڑا اگرچہ اونچا سنتا ہو اور اگر بالکل بہرا ہو تو جائز نہین اور جسکی ایک آنکھ درست ہو یا جسکا ایک ہاتھ اور ایک پانون خلاف سے کٹا ہو یا وہ مکاتب کہ جسنے کچھ ادا نہین کیا یا رشتہ دار قریب اپنا جیسے باپ اپنا یا بیٹا خرید کرکے اگر کفارے مین دیوے تو جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلے نصف غلام آزاد کرے اور پھر نصف باقی اور جو شخص کہ کبھی دیوانہ اور کبھی ہوش والا ہوجاتا ہے آزاد کرنا اسکا جائز ہے اور دیوانہ لایعقل اور وہ غلام کہ دونون ہاتھ یا دونون پانون یا دونون انگوٹھے یا تین انگلیان ہر ہاتھ سے یا ایک ہاتھ و ایک پانون ایک ہی طرف سے کٹے ہون تو جائز

[حاشیہ — ترچھی سطروں مین، جزوی قراءت:] ... طلاق کی کریگا تو ... طلاق ہوگی اور ... حقیقت کی نیت کرے ... تو ... یا کچھ نیت نہ کرے تو ... ۱۲ ... قول نہ ہوگا ... اور وہ رکھ کر ظہار کرے ... یا کسی بھی ... سے پاکی ... ۱۲ ...

نہین اور اسیطرح مدبر بھی اور نہ وہ غلام کہ مشترک ہو نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے
اور نزدیک صاحبین رح کے جائز ہے اور آزاد کرنے والا مالدار ہو کس واسطے
کروہ اپنے شریک دار کے حصہ کا ضامن ہو جاوے گا تو گویا اُسنے کل غلام آزاد
کیا اور اگر مفلس ہو تو اُن کے نزدیک بھی جائز نہین اور اگر پہلے نصف غلام بہ نیت کفارہ
آزاد کیا اور نصف باقی بعد وطی اُس عورت کے کہ جس سے ظہار کیا تھا تو بھی جائز نہین
اسواسطے کہ قبل جماع سے آزاد کرنا چاہیے نہ بعد جماع لیکن صاحبین رح کے نزدیک درست
ہو جاوے گا کیونکہ بعض آزاد ہونے سے کل آزاد ہو جاتا ہے پس جو شخص کہ رقبہ آزاد
کرنے سے عاجز ہو تو وہ دو مہینے برابر ایسے روزے رکھے کہ اُن مہینون مین رمضان اور
دو روز عید اور تین دن ایام تشریق کے نہ آوین اور اگر اُن دنون مین ایک روز بھی
افطار کیا اگرچہ عذر سے یا وطی کی رات سے یا دن مین یا قصدًا یا سہوًا ہو تو پھر سر نو سے
روزے رکھے لیکن نزدیک امام ابی یوسف رح کے پھر سر نو سے شروع نکرے باقی کو ملا کر
پورے کر دیوے اور جو اسکی طاقت نہ رکھتا ہووے تو خود یا نائب اُسکا ساٹھ مسکینون کو
کھانا کھلاوے ہر ایک کو بقدر صدقہ فطر کے نصف صاع گیہون سے اور یا ایک صاع جو و خرما سے
جیسا کہ قرآن و حدیث مین ہے قال اللہ تعالیٰ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اور ایسا ہی ہدایہ مین
بھی ہے اور اگر قیمت صدقہ فطر کی ہر ایک کو دیوے تو بھی درست ہے لیکن نزدیک امام
شافعی رح کے دینا قیمت کا درست نہین اور اگر صبح و شام ہر ایک کو پیٹ بھر کھانا کھلاوے
تو بھی جائز ہے اگرچہ کم مین آسودہ ہو جاوین یا دونون اشیا ر ملکر برابر نصف صاع گندم

کھلانا ہے ساٹھ مسکینون کا ۱۲ ۵۳ واسطے ہر مسکین کے نصف صاع گیہون سے ۱۲

یا ایک صاع جَو و خرما کے ہو جاوین تو بھی درست ہے، یا ایک ہی آدمی کو ہر دن مقدار صدقہ فطر کے اشیار یا قیمت اُسکی دیوی تو درست ہے، اور اگر ایک ہی دن مین ایک آدمی کو دو مہینے کا صدقہ دیوے تو درست نہین مگر اُسی روزے جس دن دیا ہے اور اگر ساٹھ آدمیون کو دو ظہار کی نیت سے ایک ایک صاع گیہون کا دیگا تو شیخین کے نزدیک ادا نہوگا سواے ایک ظہار کے لیکن نزدیک امام محمدؒ کے دونون ظہار سے ادا ہو جاوے گا واللہ اعلم۔

فصل نوین لعان کے بیان مین *

معنی لغوی لعان کے آپس مین لعنت کرنیکے ہین اور معنی شرعی مرد کے حق مین قائم مقام سزا گالی دینے کے ہین اور عورت کے حق مین قائم مقام سزا زنا کے پس لعان شرعی عبارت ہے اُن گواہیون سے جو جاری ہوتی ہین درمیان عورت اور مرد کے ساتھ الفاظ مشہور کے مثلاً کوئی مرد حر عاقل بالغ اپنی بیوی حرہ عاقلہ بالغہ عفیفہ کو کہ جو زنا کے ساتھ متہم نہوئی ہووے اور کبھی حد قذف دونون پر نہ پڑی ہووے تہمت زنا کی لگا دے باین طور کہے تو زانیہ ہے یا مین نے دیکھا تھا کہ تو زنا کرتی تھی یا پکارا کہ اے زانیہ تو ایسی صورتون مین نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے لعان اُسپر واجب ہوگا لیکن نزدیک امام مالک رح کے مشہور مذہب مین نہوگا بلکہ حد قذف واجب ہوگی اور اگر وہ عورت متہمہ ہے یعنی پاس اُسکے ایک لڑکا ایسا ہے کہ باپ اُسکا معروف نہین تو اُس کی قذف سے لعان جاری نہوگا یا اُس عورت کے لڑکے کا نسب نفی کیا یعنی یہ کہا کہ یہ میرا نہین ہے اور عورت نے حد قذف کا مطالبہ کیا تو شوہر پر لعان واجب ہوگا اور اگر لعان سے انکار کرے تو قید کیا جاوے حتی کہ لعان کرے یا اپنے کو جھٹلا دے تو حد مارا جاوے پس اگر لعان کریگا مرد تو لعان کریگی عورت اور نکریگی تو قید کیجاوے گی یہان تک کہ لعان کرے یا خاوند کی تصدیق کرے تو اُسکے لڑکے کا نسب شوہر سے دور ہو جاوے گا لیکن حد اُسپر واجب نہوگی اس تصدیق سے ہان اگر شوہر غلام ہے یا کافر یا حد قذف مارا گیا ہے تو شوہر پر حد قذف پڑیگی کسواسطے کہ ان

اہل لعان سے نہین ہے بوجہ عدم صلاحیت شہادت کے اور مرد صلاحیت شہادت کی
رکھتا ہے اور عورت لونڈی ہے یا کافرہ یا محدودہ یا صبیہ یا مجنونہ یا زانیہ تو مرد پر حد اور لعان کچھ
لازم نہ آویگا کسواسطے کہ جس حالت مین وہ عورت زانیہ ہے تو عفیفہ نہ رہی اور غیر زنا مین وہ
صالح شہادت کی نہین تو مرد پر حد نہین اسواسطے کہ وہ غیر محصنہ ہے اور لعان نہین اسواسطے کہ وہ عفیفہ
اور صالح شہادت نہین حدیث مین ہے کہ چار عورتین ایسی ہین کہ درمیان اُنکے ملاعنہ نہین
ہے ایک نصرانیہ کہ جو مسلمان کے نیچے ہو دوسری یہودیہ کہ جو مسلمان کے نیچے ہو تیسری لونڈی
نیچے حر کے چوتھی حرہ نیچے غلام کے اور اگر میان بیوی سے یہ کہے کہ حمل تیرا مجھسے نہین ہے
تو نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے لعان لازم نہوگا اسواسطے کہ کلام زوج کا سچا ہو سکتا ہے باین
وجہ کو بچہ پیٹ مین نہو پھول گیا ہو یا اور کوئی مرض ہو لیکن نزدیک صاحبین رح کے اگر
چھ مہینے سے کم مین جنے تو لازم ہوگا جیساکہ ہدایہ مین ہے اور اگر بیوی ایک ہی حمل سے دو لڑکے
جنے یعنے بیچ مین دونون کے چھ مہینے سے کم مدت گذرے اور میان پہلے کی نفی کرے اور
دوسرے کا اقرار تو حد مارا جاوے گا اور نسب دونون کا ثابت ہو جاوے گا اور برعکس اسکے
بھی ایسا ہی ہوگا اور لعان لازم آوے گا جیساکہ اصل مین مذکور ہے الحاصل صورت لعان
کی یہ ہے کہ پہلے شوہر چار مرتبہ کہے اشہد باللہ انی صادق فی ما رمیتہا بہ من الزنا
اور پانچوین مرتبہ کہے لعنۃ اللہ علیہ ان کان کاذبا فی ما رماہا بہ من الزنا اور ہر مرتبہ
کہنے مین جورو کی طرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت کہے چار مرتبہ اشہد باللہ انہ کاذب
فی ما رمانی بہ من الزنا اور پانچوین مرتبہ کہے غضب اللہ علیہا ان کان صادقا
فی ما رمانی بہ من الزنا بعدہ قاضی اُن دونون کے درمیان مین تفریق کردیوے پس
جبتک قاضی تفریق نہ کرے گا تو تفریق نہوگی لیکن نزدیک امام زفر رح کے فقط لعان سے

[illegible] من زنا کی ۱۲ [illegible] غضب اللہ کا [illegible] نسبت کرتے مین زنا کی ۱۲ [illegible] لعنت اللہ کی [illegible] من زنا کی نسبت [illegible]

تفریق ہوجاویگی اور اگر نفی لڑکے سے تہمت لگائی ہے یا زنا سے بھی تو زوج وقت لعان
فقط نفی ولد مین کہے اشہد باللہ انہ لمن الصادقین فی ما رمیتک بہ من نفی
الولد اور زوجہ کہے اشہد باللہ انہ من الکاذبین فی ما رماتی بہ من نفی الولد
اور دونون کی صورت مین زوج کہے اشہد باللہ انہ لمن الصادقین فی ما رمیتہا
بہ من الزنا و نفی الولد پھر اسی طرح قاضی تفریق اور نفی نسب کی کر کے لڑکے کو مان سے
ملا دیوے جیسا کہ حدیث مین ہے المتلاعنان لا یجتمعان ابدًا اور اسی طرح اگر بعد لعان
اور تفریق کے زوج نے کسیکو تہمت زنا کی لگائی اور اُسپر حد پڑی یا زوجہ نے کسی سے زنا کیا
اور حد کھائی تو اب بھی نکاح اُن دونون مین حلال ہوجاویگا اسواسطے کہ اہلیت لعان
کی باقی نہ رہی تو اُسکا حکم بھی باقی نہ رہیگا اور اگر گونگے نے اشارے سے اپنی بیوی کو
قذف کیا تو لعان لازم نہوگا اور حد قذف اُسپر نہ پڑیگی اسواسطے کہ اُس مین شبہہ ہے اور
حدود دفع ہوجاتے ہین شبہون سے واللہ اعلم

فصل دسوین عنین کے بیان مین

عنین بکسر تین اولین بمعنی نامرد یعنی وہ مرد ہے کہ باوجود قیام آلت کے عورتون پر قادر
نہووے اور اگر ثیب پر قادر ہووے تو بکر پر بسبب ضعف آلت کے قادر نہووے یا بعض
پر قادر ہووے اور بعض پر بسبب سحر یا کبر سن کے قادر نہووے تو وہ عنین ہے اور خصی وہ ہے کہ
جسکے خصیے نہووین اور آلت موجود ہووے حکم اسکا مسائل مین مثل عنین کے ہے اور مجبوب
وہ ہے کہ جسکا اعضاے تناسل کٹا ہووے اور خصیے موجود ہووین پس امتحان عنین کا کتب فقہ
مین یون مرقوم ہے کہ طشت مین پانی سرد بھر کر اُسکو بٹھلادین اگر ذکر اُسکا چھوٹا اور طرف پیر کے
مائل ہوجاوے تو وہ عنین نہین ہے ورنہ ہے اور محیط مین ہے کہ اگر ذکر اُسکا ایسا چھوٹا
ہے کہ فرج مین داخل نہین ہوسکتا تو عورت کو مطالبہ تفریق حاصل نہین ہوسکتا اور اگر بہت ہی

ونفی الولد ... | اور زوجہ | تفریق کر دیگا | دونون مین | قاضی | لعان کرین | دونون

چھوٹا ہے تو وہ مثل مجبوب کے ہے فوراً تفریق کرادی جاوے اور اگر وہ مقربات کا ہے کہ مین
عورت پر نہین پہونچتا تو حاکم ایک سال قمری کی مدت مقرر کردیوے اور یہی صحیح ہے اور ایک
روایت مین امام ابو حنیفہ رحمہ سے یہ ہے کہ ایک سال شمسی کی مہلت دیجاوے فی الجملہ سال قمری
تین سو چون دن اور تیسرا و تیسون حصہ ایک دن کا ہوتا ہے اور سال شمسی تین سو پینسٹھ دن اور
چوتھائی حصہ دن کا ہوتا ہے اور احادیث مین وارد ہے کہ ایک سال کی مدت مقرر کی جاوے اور یہ مدت
اُس وقت سے مقرر ہوگی کہ جب سے نزاع واقع ہوئی ہے پس اگر اس مدت مین اچھا ہوگیا اور جماع کر
تو بہتر ورنہ تفریق کردی جاوے اور عورت مہر پورا پاوے اور اگر درمیان شوہر و بیوی کے اختلاف واقع
ہو زوج کہے کہ مین تجہیز قادر ہوا ہون اور زوجہ اسکا انکار کرے در آنحالیکہ قبل نکاح کے بکر ہو یا ثیب
لیکن عورتین بعد معائنہ شاہد ہین کہ ثیبہ ہے تو ایسی صورت مین زوج قسم کھاوے اور اگر کھالیگا تو تفریق
باطل ہوجاویگی اور اگر قسم سے نکول کرے یا عورتین گواہی دیوین کہ بکر ہے تو قاضی ایک سال کی
مہلت دیوے اور در صورتیکہ بعد مہلت بھی اختلاف رہے تو تقسیم وہی ہوگی کہ جو قبل مہلت کے
تھی لیکن اب مہلت نہ دیجاویگی عورت کو اختیار ہے کہ اگر اپنے تئین اختیار کرے تو ایک طلاق
بائن واقع ہوگی اور اگر شوہر کو اختیار کریگی تو حق اُسکا باطل ہوجاویگا اور میان بیوی مین سے
کسیکو باعث عیب دوسرے کے خیار نہین ہے برخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے کہ نزدیک اُنکے
پانچ عیبون مین خیار ہے ایک جنون دوسرے برص تیسرے جذام چوتھے قرن پانچوین رتق
اور امام محمد رح کے نزدیک اگر شوہر کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو اختیار ہے اور عورت کو ہو
تو مرد کو اختیار نہین اسواسطے کہ مرد آپ دفع ضرر کرسکتا ہے وہ یہ کہ طلاق دیوے برخلاف
عورت کے کہ وہ دفع ضرر نہین کرسکتی واللہ اعلم

فصل گیارھوین عدت کے بیان مین

ہو فرج مین مقام کے [illegible] ۱۲ نیمن پیدا ہو یعنی بند جس سے جماع کی استطاعت [illegible] دونون ہو [illegible] اور عرب مین کہا کرتے ہیں رکھی ہوتی ہیں [illegible] دخول سے ۱۲ رق اس طرح کہ پیدا ہو [illegible] فرج مین ہو وے [illegible] ایک بیماری [illegible] قرن [illegible]

عدت اُسکو کہتے ہین کہ عورت بعد طلاق یا موت شوہر کے انتظار کرے پس جو کوئی اپنی بیوی
آزاد کو بعد خلوت کے طلاق رجعی یا بائن دیوے در آنحالیکہ حیض اُسکو آتا ہو وے تو تین حیض پورے
تک عدت لازم ہوگی نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے، وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِہِنَّ
ثَلٰثَۃَ قُرُوْٓءٍ اور امام شافعی رح کے نزدیک عدت تین طہر ہین اسواسطے کہ نزدیک انکے معنی قروء
طہر ہین اور نزدیک اُنکے حیض کے ہین اور اگر حیض نہین آتا در آنحالیکہ وہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ایسی
کہ سن ایاس کو پہونچ گئی ہے یا بالغہ ہے اور حیض اُسکو نہین آتا ہے تو تین مہینے عدت واجب ہوگی
جیسا کہ قرآن مجید مین ہے، وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ الآیۃ اور اگر شوہر حرہ کا مر جاوے تو عورت
اُسکی چار مہینے دس دن بیٹھے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے، وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا
یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِہِنَّ اَرْبَعَۃَ اَشْہُرٍ وَّعَشْرًا اور وہ لونڈی کہ جسکو حیض آتا ہو اُسکے لیے درباب طلاق و فسخ دو حیض
عدت ہے جیسا کہ حدیث مین ہے، اور جسکو حیض نہین آتا وہ طلاق و فسخ کے لیے ڈیڑھ مہینا اور موت کے
لیے دو مہینے و پانچ روز نصف حرہ کا عدت بیٹھے اور حاملہ عورت کے لیے آزاد ہو یا لونڈی درباب
طلاق و فسخ و موت عدت وضع حمل ہے اگرچہ شوہر اُسکا جو مر گیا لڑکا ہو جیسا کہ قرآن مین ہے
وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُہُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَہُنَّ اور نزدیک امام ابی یوسف رح و امام شافعی رح کے عدت اُسکی
عدت وفات ہے، اور اگر بعد مرنے لڑکے کے حاملہ ہو تو عدت اُسکی عدت وفات ہوگی اور نسب دونون صورتون
مین ثابت نہوگا اور عدت زوجہ فار کی طلاق بائن کے لیے ایک ہو یا تین اسطرح ہے کہ اگر عدت طلاق کی گذر گئی
ہے اور عدت موت کی نہین گذری تو ضرور ہے اُسکو کہ عدت موت تک ٹھہر جاوین اور برعکس اسکے عدت طلاق تک
ٹھہر جاوین اور اسواسطے طلاق رجعی کے عدت وفات ہے، اور اگر مولی اپنی لونڈی کو آزاد کرے در آنحالیکہ وہ خاوند
سے طلاق رجعی کی عدت مین ہووے تو عدت حرہ تمام کرے و در صورت عدت طلاق بائن یا موت کے عدت لونڈی
کی تمام کرے اور اگر عورت آئسہ ہووے حتی کہ خون اُسکا موقوف ہو گیا ہووے تو بحالت طلاق تین مہینے عدت بیٹھے و قبل انقضا

[Marginal glosses, handwritten diagonally and largely illegible; partly readable:] مطلقات … لفظون … فار یعنی … دی اور اسی مین مرا ۱۲

شہور مذکورہ اگر خون دیکھے تو پھر عدت حیضون سے شروع کرے جیسا کہ ہدایہ مین ہے اور یہی صحیح ہے اور
بعضون کا مذہب یہ ہے کہ اگر بعد سن ایاس کے خون دیکھے تو حیض نہوگا اور عدت مہینون سے باطل نہوگی اور فساد نکاح
بھی ظاہر نہوگا اور صدر الشہید مفتی اس بات کے قائل ہین کہ اگر آئسہ بعد سن ایاس کے جسطرح کا خون دیکھے گی
تو حیض ہو جاویگا اور عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اگر قبل تمام ہونے عدت کے مہینون سے
خون دیکھا ہے اور اگر بعد تمام ہونے عدت کے دیکھا تو باطل نہوگی جیسا کہ کفایہ مین ہے اور وقایہ چلپی مین ہے
کہ اگر بعد گذرنے عدت کے بھی خون دیکھے تب بھی سر سے عدت حیضون سے شروع کرے
اور بروایت ابو علی دقاقؒ یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو حکم ایاس کا ہو گیا اور وہ بعد اسکے خون دیکھے تو حیض نہوگا
اور ایاس باطل نہوگا اور اگر بعد تین مہینے کے نکاح کر لیا تو ایسے خون سے نکاح فاسد نہوگا اسواسطے کہ وہ خون
اپنے وقت مین نہین ہے اور بروایت وقایہ فاسد ہو جاویگا اور اگر اس عورت آئسہ نے عدت حیضون سے
کی ہے اور بعد گذرنے ایک یا دو حیض کے خون اسکا منقطع ہو گیا تو مہینون سے عدت شروع کرے
اور اگر زوج نے اپنی زوجہ کو طلاق بائن دی پھر نکاح کیا اس سے عدت مین اور طلاق دی اسکو قبل دخول
کے تو زوج پر مہر کامل لازم ہوگا اور زوجہ پر از سر نو ایک عدت مستقل واجب ہے نزدیک شیخینؒ کے اور نزدیک
امام محمدؒ کے زوج پر نصف مہر اور زوجہ پر تمام کرنا عدت اولی کا واجب ہے لیکن نزدیک امام زفرؒ
کے عورت پر بالکل عدت نہین اور اگر ذمی ذمیہ کو طلاق دیوے تو ذمیہ پر عدت نہین اگر ذمیون کا یہی
اعتقاد ہے یا اعتقاد مین انکے عدت ہے تو نزدیک امام ابی حنیفہؒ کے عدت اسپر لازم ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک
دونون صورتون مین عدت اسپر واجب ہے اور اسی طرح حربیہ پر عدت نہین فی دار الحرب لیکن وہ دار الاسلام مین مسلمان
ہو کر چلی آئی ہو پس اگر نکاح کرے اس سے تو جائز ہے حاصل عورت بالغہ مسلمہ حرہ ہو یا نہو عدت موت
وطلاق بائن مین نزدیک امام ابی حنیفہؒ کے سوگ کرے لیکن نزدیک امام شافعیؒ کے معتدہ بائن پر سوگ
نہین ہے اور لونڈی ام ولد جسکو مولی نے آزاد کر دیا سوگ نکرے اور نکاح فاسد مین بھی اسواسطے کہ
یہان کچھ نعمت نکاح جاتی نرہی بلکہ نکاح فاسد کا رفع واجب ہے اور پاس اس عورت کے کہ جو
وفات سے معتدہ ہو نکاح کے لیے پیغام صریح نہ بھیجے بلکہ اشارے و کنایے سے بھیجے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی

نے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ اور جو عورت کہ طلاق رجعی
یا بائن کی عدت مین ہووے تو وہ کسیوقت گھر سے باہر نہ نکلے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے
وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ اور جو عورت
کہ عدت مین موت کی ہووے دن کو نکلے اور کچھ حصہ رات کو لیکن اکثر رات اپنی منزل مین رہے
اور جس گھر مین طلاق یا موت یا فرقت ہوئی ہووے اُسی مین عدت کو تمام کرے ورصورتیکہ گھر سے
نکالی جاوے یا گھر کے گر جانیکے یا تلف مال کا خوف ہووے یا کرایہ گھر کا نہ ملے تو ان سب صورتون مین عورت
کو اختیار ہے کہ اُس گھر سے نکلجاوے اور اگر زوجہ عدت مین طلاق بائن کی ہے تو گھر مین پردہ چاہیے اور
اگر گھر تنگ سا ہو تو نکلنا شوہر کا اولی ہے اور بیوی کا بھی نکل آنا جائز ہے جیسا کہ ہدایہ مین ہے اور فتح القدیر
مین ہے کہ جہان کوئی اس قسم کا عذر متحقق ہو تو عورت کو خروج مباح ہوجاویگا اور بہتر یہ ہے کہ خاوند نکل آوے
اور اچھا یہ ہے کہ زوجین کے درمیان مین ایک عورت معتبر واسطے منع کرنے وطی کے مقرر کیجاوے اور
جو کوئی اپنی بیوی کو سفر مین طلاق بائن دیوے یا مر جاوے درانحالیکہ وہ موضع اقامت نہووے اور
شہر زوجہ تک مدت سفر باقی جاوے تو وہان لوٹ آوے اور اگر عدت بیٹھے اور جو وہ جگہ موضع
اقامت ہے مثلاً شہر ہے تو امام اعظم کے نزدیک مین عدت تمام کرے اگرچہ اُسکے پاس ولی موجود ہو اسواسطے
کہ نکلنا معتدہ کا حرام ہے اگرچہ مسافت مدت سفر سے کم ہووے اور صاحبین کے نزدیک اگر ولی ساتھ ہو
تو نکلنا اُسکا حرام نہین ہے کیونکہ واسطے دفع وحشت جدائی کے نکلنا مباح ہے اور ولی کے حرمت سفر جاتی رہی واللہ اعلم

فصل بارھوین ثبوت نسب کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جو کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ اگر مین اُس سے نکاح کرون تو وہ طالق ہے پس اگر
اُسنے اُس سے نکاح کیا اور بعد چھ مہینے کے وقت نکاح سے وہ جنی تو نسب اُس لڑکے کا اسی مرد سے ثابت
ہوگا اور نسب مطلقہ طلاق رجعی کا اُسوقت ثابت ہوگا کہ جب وہ لڑکے کو دو برس یا زیادہ مین جنے جب تک اقرار

نہ کرے عدت کے گذرنے کا پس اگر اقرار کریگی اور پھر بیٹے کی اور طلاق اور ولادت کے بیچ مین
دو برس سے زیادہ کی مدت ہے تو نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ نسب جب ثابت ہوتا ہے کہ مدت
اقرار اور ولادت مین چھ مہینے سے کم گذرے ہون اور اگر لاوے اُس لڑکے کو کم مین دو برس سے تو بائنہ
ہوجاویگی اپنے شوہر سے ساتھ گذرنے عدت کے اور نسب ثابت ہوجاویگا بخلاف اُس صورت کے
کہ جب جنے زیادہ مین دو برس سے کہ وہان رجعت ثابت ہوجاویگی کیونکہ اب حمل وطی کا نہین
ہوسکتا ہے مگر عدت مین اور جو عورت کہ مطلقہ بطلاق بائن ہے اگر وقت طلاق سے دو برس سے
کم مین جنے گی تو نسب اُسکے لڑکے کا ثابت ہوگا اور جو بعد دو برس کے جنے گی تو نسب ثابت نہوگا مگر
یہ کہ شوہر اسکا مدعی ہووے کسواسطے کہ ممکن ہے کہ اُسنے وطی کی ہو شبہہ سے ایام عدت مین اور جو عورت
ایسی لڑکی ہے کہ مانند اُسکے دوسری عورتون سے جماع ہوتا ہے اور وہ عمر مین نو برس یا زیادہ
کی ہے مگر نشانیان بلوغ کی ظاہر نہوئین اگر بعد طلاق کے نو مہینے سے کم مین جنے گی تو نزدیک
طرفین کے نسب لڑکے کا ثابت ہوگا اور بصورت نو مہینے کے نسب ثابت نہوگا پس نو مہینے بوجہ سے
معتبر ہوے کہ قلت حمل چھ مہینے ہین اور عدت اُسکی تین مہینے فی الجملہ اگر طلاق رجعی ہے تو نزدیک
امام ابی یوسف کے ستائیس مہینے تک نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ تین مہینے عدت کے
ہین اور دو برس اکثر مدت حمل کے اور اگر طلاق بائن ہے تو دو برس تک نسب ثابت ہوگا
اور اگر عورت معتدہ تولد طفل کا دعوے کرے اور مرد اس کا منکر ہووے حالانکہ
قبل ولادت کے حمل ظاہر تھا اور مرد اُس کا مقر تھا تو ایک عورت کی شہادت سے
نسب ثابت ہوجاوے گا ورنہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت سے
ثابت ہوگا باین طور کہین کہ بیوی تنہا گھر مین داخل ہوئی اور ساتھ اُسکے کوئی نہ تھا اور نہ
گھر مین کوئی لڑکا نہ تھا اور ہم در خانہ پر تھے آواز لڑکے کی اپنے کانون سے سُنی ہے
یا اپنی آنکھون سے دیکھا ہے لیکن نزدیک صاحبین کے سب صورتون مین گواہی
ایک عورت کی کافی ہے اور اگر چہ عورت معتدہ موت قبل دو سال کے جنے گی تو

نسب ثابت ہوجاوے گا - ہان اگر معلوم نہین کہ قبل موت جنی یا بعد اُسکے دو برس
مین یا کم مین جنی لیکن ورثہ مقر اس بات کے ہین کہ لڑکا مورث کا ہے پس اگر اہل مقر
ایسے ہین کہ بوجہ عدم کمال نصاب شہادت یا عدم عدالت کے صحت شہادت اُن سے
نہین ہوسکتی تو اس مقر کے حق مین فقط وہ لڑکا وارث ہوگا اور درصورتیکہ صحت شہادت
ہوسکتی ہے تو مقر اور غیر مقر سب کے حق مین نسب اُس کا ثابت ہوگا لیکن جو ورثہ
مقر نہ ہون گے تو ثابت نہوگا اور اگر مرد نے عورت سے یہ کہا کہ اگر تو جنے گی تو تو طالق
ہے پس وہ جنی اور ایک عورت نے ولادت پر اس کی گواہی دی تو نزدیک امام ابو حنیفہ
کے طلاق واقع نہوگی لیکن نزدیک امام ابی یوسف رح و امام محمد رح کے واقع ہوگی
کیونکہ ولادت ایک ایسا امر ہے کہ ایک عورت کی شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے
اور اگر مرد اقرار حمل کا کرکے تعلیق کرے تو نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے بغیر شہادت
کے عورت پر طلاق پڑجاوے گی اور صاحبین رح کے نزدیک شہادت دایہ شرط
ہے الحاصل اکثر مدت حمل دو برس اور اقل چھ مہینے ہین جیسا کہ قرآن مجید
مین ہے وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اور فتح القدیر مین نزدیک
امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے اکثر مدت حمل چار برس
ہین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ

تمت بالخیر

تواریخ تصنیف کتاب ہذا

قطعۂ تاریخ از کلک فصیح گفتار بلاغت شعار مقبول

بارگاہ رازق شیخ محمد عبد الخالق متخلص بہ اوؔج ولد احسن زمن حافظ شیخ احمد حسن ہنسوی عم فیضہ

نوشت مولوی رحمت علی کتابے خوب ۔۔۔ پئے ہدایت آفاق در نکاح وطلاق
دل عدو شکست اوؔج گفت چون سالش ۔۔۔ بے ہدایت آفاق بس ہدایۃ الآفاق

قطعہ تاریخ از رشحات خامۂ ابو الخیر منشی محمد زبیر سلمہ متخلص بہ عالی فرزند مصنف کتاب ہذا

جناب والدم رحمت علی نام ۔۔۔ دُرِ یکتاست دریائے بلاغت
رقم فرمود بس نیکو کتابے ۔۔۔ صحیح و مستند پُر از فصاحت
ہمین دارد دعا ہر لحظہ عالی ۔۔۔ خدا دارد سلامت تا قیامت
شنیدم از زبانِ جملہ عالم ۔۔۔ دُرِ پُر نور از بحرِ ہدایت

قطعہ تاریخ چکیدۂ قلم زیبا رقم سید محمد عثمان سلمہ الرحمن متخلص ظریف برادر زادہ مصنف کتاب ہذا

میان عموی شاہ رحمت علی ۔۔۔ کہ برجِ فضیلت کے ہیں آفتاب
بیان نکاح وطلاق بشیر ۔۔۔ لکھا خوب ہی صاف بہر ثواب
سرِ اوج سے سال لکھدے ظریف ۔۔۔ کہ بے مثل و نادر ہوئی یہ کتاب ۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ تراویدہ کلک عنبر سلک قاضی سید امداد علی ولد قاضی سید قائم علی متخلص بہ امداد ساکن قصبہ اوگاسی ضلع باندا

جناب مولوی رحمت علی شفیق جہان	کہ آفتاب شریعت کے تم ہو نور و ضیا
لکھے طلاق کے بھی مسئلے نکاح کے بھی	بہت ہی خوب و خفا حت سے تمنے مولانا
زبان سے اپنی یہ امداد نے لکھی تاریخ	شفا کے واسطے نسخہ ہوا نیا پیدا

قطعہ تاریخ رنگین خیال شیرین مقال شیخ عبد القیوم متخلص بہ طہارت ساکن ہنسوہ ضلع فتحپور

لکھی ہے خوب مولوی صاحب نے یہ کتاب	ہوتے ہیں جسکو دیکھ کے سب خاص و عام شاد
آئی ندائے غیب طہارت کے کان میں	تاریخی اس کا نام لکھو غنچۂ مراد ۱۳۰۴ھ

تمت

خاتمہ الطبع

بعد حمد و شکر بیحد رب العالمین اور صلوٰۃ و سلام لاتعد بر جناب سید المرسلین و آلہ و اصحابہ اجمعین کے جاننا چاہیے کہ احکام دین کا سیکھنا اگرچہ فرض کفایہ ہے مگر بوقت حاجت و ضرورت ہر مکلف پر فرض عین

ہوجاتا ہے فرمایا اللہ جل شانہ نے فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اکثر احکام مین جہل عذر نہین ہوتا مثلاً وقت نکاح اسقدر جاننا
ضرور ہے کہ نکاح کس طریق و قول سے صحیح ہوتا ہے اور کس زبان و قول سے یا
فعل سے فاسد و باطل ہوجاتا ہے اور کس قول سے طلاق رجعی یا طلاق بائن یا
طلاق مغلظہ واقع ہوتی ہے اور حکم و تدارک ان تینون کا کیا ہے تو ارتکاب حرام
و زنا سے محفوظ رہے مثلاً وقت نکاح یا بعد نکاح احد الزوجین سے اگر کوئی ایسا
قول یا فعل صادر ہو جو موجب کفر و زوال ایمان ہو تو نکاح جاتا رہتا ہے واجب ہے
کہ بعد توبہ تجدید نکاح کرے اور خداے تعالیٰ سے ڈرے اور مخلوق سے شرم نہ کرے
تو ہمیشہ کے لیے مرتکب حرام کا نہووے اسی طرح بعض الفاظ کنایات طلاق اگر بوقت
خشم و غضب اپنی زوجہ کو کہے تو طلاق بائن پڑجاتی ہے اگرچہ نیت طلاق کی نہو واجب
ہے کہ پھر سے نکاح کرے افسوس ہے کہ ایسے مسائل سے اکثر عوام اہل اسلام
جاہل و غافل ہین اسواسطے بنظر افادۂ عوام وہدایت اہل اسلام کے جناب فضیلت
مآب واقف رموز جلی و خفی کاشف غموض خفی و جلی مولانا رحمت علی فتحپوری سلمہ اللہ
الولی نے چند مسائل ضروریہ نکاح و طلاق و ما یتعلق بہما کو کتب معتبرۂ فقہیہ سے انتخاب
کرکے ترجمہ اردو عام فہم اسکا اس رسالے مین تحریر فرمایا جو بعد نظر ثانی و تصحیح کئی بار بنظر
ناظرین ہوچکا ہے اب پھر بتصحیح تمام عالم المعی و فاضل لوذعی مولانا الحافظ الحاج محمد
عبد الغفار الحنفی الصدیقی الغفر لہ اللکھنوی چھپا اب پھر مطبع مجیدی کانپور مین باہتمام
تمام صاحب پائگاہ رفیع محمد شفیع صاحب خلف الرشید جناب حاجی محمد سعید صاحب
تاجر کتب کلکتہ محلہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵) و مالک مطبع مجیدی واقع کانپور مہتمم مطبع ذی الحجہ
سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء مطبوع ہوکر شائع ہوا مستفیدین سے عرض ہے کہ جب اس رسالہ سے ہدایت
فائدہ اٹھاوین تو مولف و مترجم و مصححین و طابع کو بدعاے خیر یاد فرماوین واللہ المستعان و علیہ التکلان فقط

فہرست ابواب و فصول ہدایۃ الآفاق فی احکام النکاح والطلاق

تمام شد

اطلبوا العلم ولو كان بالصين
Class No. 94/18
Vol. No.